الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد18 — جمعۃ المبارک 18؍فروری 2011ء — 14؍ربیع الاوّل 1432 ہجری قمری ❁ 18؍تبلیغ 1390 ہجری شمسی — شمارہ 07

مبشر اولاد

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا

یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔

’’خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا‘‘۔

’’اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل واحسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے‘‘۔

(اشتہار 20؍فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100-103 مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واتمّ ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دُعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے...... اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے‘‘۔ (اشتہار 22؍مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 114-115۔ مطبوعہ لندن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

’’صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخصّ آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے‘‘۔ (اشتہار 8؍اپریل 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 117۔ مطبوعہ لندن)

جلسے کا فائدہ تبھی ہوتا ہے جب نیکی کی باتیں سن کر اپنے اندر اور اپنے اہل وعیال کے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ایک غیر معمولی جوش پیدا ہو۔

جہاں اپنا مضبوط تعلق جماعت سے قائم کریں وہاں اپنی اولاد کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں کہ کبھی ان کی نفسانی خواہشات انہیں جماعت سے دور لے جانے والی نہ بنیں۔

ہم دنیاداروں کی نظر میں کمزور ہیں لیکن سب طاقتوں کے مالک خدا نے حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ’’مَیں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں‘‘، پس جس کے ساتھ خدا ہو اس کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

بنگلہ دیش میں جماعت پر ظلموں کی داستان لمبی ہے۔ فصلیں جلائی گئیں۔ شہید کئے گئے لیکن ان شہادتوں نے جماعت کے ایمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمزور نہیں کیا بلکہ بنگلہ دیش جماعت ایمان میں پہلے سے بڑھ کر ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔

ہمیشہ اپنے سچے جذبوں کو، اپنے محبت کے جذبوں کو زندہ رکھیں اور انہیں کبھی مرنے نہ دیں۔ پیار اور محبت کے پیغام کو اپنے ملک کے کونے کونے تک پھیلا دیں۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا MTA کے ذریعہ نہایت ایمان افروز اور ولولہ انگیز براہ راست خطاب جو 7رفروری 2010ء کو محمود ہال لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اکناف عالم میں دیکھا اور سنا گیا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کا جلسہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ گزشتہ سال بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ پر مَیں نے یہاں سے Live خطاب کیا تھا جس کے بعد بے شمار بنگالی احمدیوں کے مجھے خطوط آئے کہ آپ کے براہِ راست مخاطب ہونے سے ہمیں یوں لگا جیسے آپ ہمارے درمیان مخاطب ہیں اور ہر خط لکھنے والے نے بڑے اخلاص و وفا کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کی جماعت اخلاص و وفا اور قربانیوں میں بڑھتی چلی جانے والی جماعتوں میں سے ہے۔ اس سال کے جلسہ پر تو میرے ذہن میں نہیں تھا کہ پھر جلسہ سے براہِ راست خطاب کروں گا۔ لیکن تقریباً ایک مہینہ پہلے بنگلہ ڈیسک کے انچارج نے میرے سامنے اس بات کا اظہار کیا تو پہلے تو مَیں انکار کرنے لگا تھا۔ پھر اس جلسہ پر جوبلی جلسوں کی وجہ سے جو پروگرام بنا تھا اور بہت سے بنگالیوں نے قادیان آ کر مجھ سے ملنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن کسی وجہ سے قادیان کا جلسہ نہیں ہو سکا اور Cancel کرنا پڑا۔ اس لئے ان کا احساس کرتے ہوئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ جلسہ سے براہِ راست مخاطب ہوں۔ اور ایک بہت بڑی تعداد جو میرے قادیان جلسہ پر نہ جانے کی وجہ سے مایوس ہوئی تھی ان کی کچھ حد تک تسلی ہو جائے۔ لیکن پھر مجھے معاً خیال آیا کہ گزشتہ سال کے براہِ راست خطاب سے بنگلہ دیش کی جماعت کے افراد مرد و زن نے جس خوشی کا اور اخلاص کا اور وفا کا اظہار کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ چاہے مختصر ہی سہی کچھ نہ کچھ ان کے سامنے کہوں۔ اور بنگالہ کی دلجوئی کرنے والوں میں مَیں بھی شامل ہو جاؤں۔ سو اس وقت مَیں نے حامی بھر لی اور مَیں امید کرتا ہوں کے جلسہ سالانہ پر شامل ہونے والے تمام احمدیوں نے جلسے کے پروگرام سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہو گا جس کا آج آخری دن ہے۔ لیکن یہ فائدہ عارضی نہیں ہونا چاہئے۔

جلسے کا فائدہ تبھی ہوتا ہے جب نیکی کی باتیں سن کر اپنے اندر اور اپنے اہل وعیال کے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ایک غیر معمولی جوش پیدا ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسوں کے انعقاد سے یہی مقصد تھا۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے آج دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ پس جو کمزور احمدی ہیں وہ بھی اپنے اندر ایک انقلاب لانے کی خاص کوشش اور جدوجہد کریں۔ اور جو جماعت کے ساتھ حقیقی وفا کا تعلق رکھتے ہوئے جماعت کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا ایک خاص جوش اپنے اندر پاتے ہیں وہ اس جوش اور جذبے کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے خدا تعالیٰ سے استقامت چاہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شیطان کو یہ قطعاً پسند نہیں کہ انسان خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے والا بن کر اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا وارث بنے۔ اس لئے وہ کمزوروں پر بھی اور مضبوط ایمان والوں پر بھی کسی نہ کسی ذریعہ سے حملہ کرتا رہتا ہے۔ بعض مرتبہ ایک مخلص ساری زندگی جماعت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق رکھتا ہے لیکن ایک وقت میں اپنی اولاد کی خواہشات کی وجہ سے کمزوری دکھا جاتا ہے اور جماعت سے دور چلا جاتا ہے۔ پس جہاں اپنا مضبوط تعلق جماعت سے قائم کریں وہاں اپنی اولاد کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں کہ کبھی ان کی نفسانی خواہشات انہیں جماعت سے دور لے جانے والی نہ بنیں۔

نیز ایک حقیقی مومن کا یہ بھی کام ہے کہ بجائے اپنے کمزور بھائیوں کو تخفیف کی نظر سے دیکھنے کے یا کسی قسم کے تکبر کا اظہار کرنے کے انہیں اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ اور دینی معاملات میں بھی ان کی تربیت کا خیال رکھیں۔ اور بغیر کسی احساسِ بڑائی کے تربیت کریں۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرہ: 149) کا بھی یہی مطلب ہے کہ جہاں نیکیوں میں خود بڑھ رہے ہوں وہاں اپنے کمزور ساتھیوں کو، نئے آنے والوں کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ ان نیکیوں میں شامل کریں۔ اگر آپ نیکیوں کے زینوں پر چڑھ رہے ہیں اور کمزور پیچھے رہ رہے ہیں تو رُک کر ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو بھی اوپر لائیں اور جب یہ حالت جماعت میں پیدا ہو جائے تو جماعت ایک بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ بن جاتی ہے۔ ایک مضبوط چٹان بن جاتی ہے۔ ایک مضبوط دیوار بن جاتی ہے، سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہے جس سے ٹکرا کر ہر مخالف خود اپنے آپ کو تباہ کر لیتا ہے۔

پس اگر اس سوچ کے ساتھ آپ نے جماعتی نظام کو سمجھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اُسوہ کو اپنے سامنے رکھا ہے۔ اگر آپؐ کے اس ارشاد کو سامنے رکھا ہے کہ مومن ایک جسم کی مانند ہے اگر جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو پھر پورے جسم کو تکلیف ہوتی ہے تو یقیناً آپ ایسی جماعت بن جائیں گے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دشمن لاکھ آپ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے وہ خود تباہ و برباد ہو جائے گا۔

بنگلہ دیش کی جماعت کا ہر احمدی جانتا ہے اور اچھی طرح یہ جانتا ہے کہ مخالفین نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ کیا مخالفین اپنے اس عمل میں کامیاب ہو گئے؟ گزشتہ بیس پچیس سال سے مخالفت اپنے عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ اس عرصہ میں دشمن نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا کہ احمدیت کو ختم کرے۔ جماعت کی املاک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور نقصان پہنچایا۔ جانوں کو نقصان پہنچایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود ترقی کی منازل پر گامزن ہے اور ترقی کا قدم کبھی نہیں رکا۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم دنیاداروں کی نظر میں کمزور ہیں لیکن سب طاقتوں کے مالک خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ’’مَیں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں‘‘۔ (تذکرہ۔ الہام دسمبر 1907ء) پس جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہو اس کو دنیا والے کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ پس اپنے خدا، اپنے مولیٰ کی آغوش میں آنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے بننے کی کوشش کریں۔ ایسے پیارے بنیں جو اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کے معیار قائم کرنے والے بنیں۔ ایسا بنیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہنے والے ہیں۔ اور جب تک ہم اس سوچ اور اس عمل پر مستعد رہیں گے، دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جس کا اس نے قرآنِ کریم میں بھی ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ (آل عمران 151) بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔ پس جس کے ساتھ خدا ہے اس کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بنگلہ دیش کی جماعت اس معاملے میں تجربہ کار ہے۔ دشمن کے غرور اور تکبر کو آپ نے خود ٹوٹتے دیکھا ہے۔ ہر مرتبہ جماعت کو ختم کرنے کا زعم لے کر اٹھنے والے خود اپنی ناکامیوں کا منہ دیکھنے لگ گئے۔ کیا آپ اس کے گواہ نہیں کہ براہمن بڑیہ ضلع کی اور دوسری جگہوں کی کتنی مساجد پر حکومت کے تعاون سے مُلّاں نے قبضہ کیا۔ کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ احمدیوں کو کاروباروں سے روکا گیا؟ ان کے راستے بند کئے گئے، کھانے پینے سے روکا گیا، انہیں محصور کیا گیا۔ لیکن کیا اس سے جماعت کی ترقی رُک گئی؟ آپ تو اس بات پر خوش ہیں اور ہونا

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر132

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر(5)

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر پروگرام کا تفصیلی ذکر چار قسطوں میں ہو چکا ہے۔اس کے بعد تاریخی اعتبار سے ایم ٹی اے 3 العربیہ کے اجراء اوراس کے مختلف مراحل کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم اس قسط میں اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کے ایک نہایت اہم، عظیم الشان وبابرکت دن کی بات کریں گے،اس ساعت کا تذکرہ کرتے ہیں جو اس پروگرام کے سر پر ایک تاباں تاج کی مانند ہے، یہ وہ دن تھا جب حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں تشریف لائے اوراپنے وجود باجود سے اسے برکت اور رونق بخشی۔

جون 2008ء کا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر 27 مئی کو منائے جانے والے صد سالہ یوم خلافت کے فوراً ابعد آیا تھا اوراس موقعہ پر حضورانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تاریخی روحانی خطاب کی عظیم تاثیر ہر احمدی کے قلب وذہن میں تازہ تھی۔اس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ماہ جون کے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں ’’خلافت احمدیہ‘‘ کے موضوع پر بات کی جائے اورعربوں کو نظام خلافت،اس کی اہمیت، برکات اور خلفائے احمدیت کی سیرت اور کارناموں کے بارہ میں بتایا جائے۔اس تاریخی موقعہ پر شرکائے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کی طرف سے حضورانور کی خدمت میں اس پروگرام میں رونق افروز ہونے اور عربوں کو براہ راست مخاطب فرمانے کی درخواست کی گئی۔صد سالہ خلافت جوبلی کے ان ایام میں حضورانور کی مصروفیت عام دنوں سے بہت زیادہ تھی اس لئے اس پروگرام میں حضورانور کی تشریف آوری کی توثیق نہ ہوسکی۔پروگرام کے پہلے تین دن گزر چکے تھے اور یہ 8/جون 2008ء کا دن تھا جو کہ اس ماہ کے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کا آخری دن تھا۔اس دن حضورانور مسجد بیت الفتوح میں کسی فنکشن کے سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے اپنے بھائی منیر عودہ صاحب کے ذریعہ حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست عرض کی جسے قبول فرماتے ہوئے حضور انور اس پروگرام میں تشریف لائے اور تقریباً 16 منٹ تک تشریف فرما رہے جس میں عربوں کو خطاب فرمایا اور ایک فون کال بھی سماعت فرمائی۔ذیل میں ہم حضورانور کے اس تاریخی خطاب کا مکمل متن پیش کرتے ہیں۔

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں
حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا
عربوں سے خطاب

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اے تمام اہالیان عرب! آپ پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور انعامات اوراحسانات ہوں۔آپ کی تعداد اس وقت گو دنیا کی نظر میں تھوڑی ہے لیکن آپ کے دل اس وقت ایک نور سے بھرے ہوئے ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ تعداد جلدی انشاء اللہ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں میں بدلنے والی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے،اور یہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعہ سے ملا ہے۔وہ حقیقی اسلام،وہ حقیقی تعلیم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کی، جس کو لے کر آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے،جس کو دنیا بھول بیٹھی تھی، آج گو بظاہر اہل عرب، عربی جاننے والے اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم اس زبان کے بولنے والے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زبان ہے،اور یقیناً ہمیں بھی اس زبان سے بہت پیار ہے کیونکہ ہم آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ ایمان اور عرفان عطا فرمایا ہے جس کو آج دنیا بھول چکی ہے،مَیں اپنے تمام عرب احمدی بھائیوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ آج جس اسلام اور فضل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو متمتع فرمایا ہے اس کو آگے بھی پھیلائیں اوراس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک تمام دنیا کو، تمام عالم عرب کو مسیح محمدی کے قدموں تلے نہ لے آئیں۔اور یہ اس لئے نہیں کہ مسیح محمدی کے قدموں تلے لانے میں مسیح محمدی کی بڑائی ہے بلکہ یہ حقیقی طور پر آنحضرت ﷺ کے قدموں تلے لانے والی بات ہے جس کو آج دنیا بھول چکی ہے۔کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں لیکن بہت سارے مسلمانوں کے عمل اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ جو تعلیم آنحضرت ﷺ لے کر آئے، جو تعلیم ہمیں قرآن کریم نے دی،اس پر عمل عملاً ناپید ہے۔اور آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس علَم کو اٹھائے ہوئے ہے۔اگر ہم نے اپنا کردار ادا نہ کیا تو کل کی آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے بنیں۔آمین۔

مجھے امید ہے کہ 27/مئی کو یوم خلافت کے دن مَیں نے جو تمام احمدیوں سے عہد لیا تھا کہ آپ لوگ آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار رہیں گے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک تمام دنیا پر آنحضرت ﷺ کا جھنڈا نہ لہرائے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر احمدی جو عرب دنیا میں بستا ہے میرا سلطان نصیر بن کر اس کام میں ہاتھ بٹائے گا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ چند الفاظ مَیں نے آپ سے کہنے تھے۔اور یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ آج ایک (Function) کیلئے مَیں یہاں موجود تھا۔اور یہاں ہمارے بھائی جو اس پروگرام الحوار المباشر میں حصہ لیتے ہیں انکے کہنے پر مجھے خیال آیا کہ آجاؤں۔پہلے تو میرا ارادہ تھا کہ نہیں آؤں گا لیکن پھر آپ کے جذبات کی وجہ سے اور ان کے جذبات کی وجہ سے میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ ضرور آپ کے اس پروگرام میں شامل ہوں اور چند لمحے اور چند منٹ آپ میں گزاروں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔‘‘

(خطاب فرمودہ 8جون 2008ء)

جیسا کہ حضورانور نے خود بیان فرمایا کہ ’’پہلے ارادہ تھا نہیں آؤں گا‘‘۔اس لئے ناظرین کے لئے کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور انور کے تشریف لانے سے قبل کسی کو اس بارہ میں کچھ خبر نہ تھی۔اس میں بھی خدائی حکمت نظر آتی ہے کیونکہ اس طرح اچانک حضورانور کو پروگرام میں دیکھ کر شرکائے پروگرام اور دیکھنے والے احمدی اور غیر احمدی ایک عجیب جذباتی وروحانی کیفیت سے دوچار ہوگئے، ناظرین کی اکثریت فرطِ جذبات سے اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی، کئی احمدی احباب نے لکھا کہ ہم احمدی تو تھے لیکن خلافت کے موضوع پر ان پروگراموں نے ہمیں علمی طور پر منصب خلافت کی عظمت سے روشناس کرایا لیکن اس کا حقیقی اور روحانی ادراک حضورانور کی اس پروگرام میں شرکت کے وقت ہوا جسے ہم نے اپنے قلب ونظر ودماغ واحساسات میں محسوس کیا۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر عربوں کی طرف سے مرسلہ احساسات اور جذبات میں سے کچھ پیش کر دیئے جائیں۔

عمومی بابرکت تاثیر

۞......مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے اس پروگرام کے بعد حضورانور کی خدمت میں لکھا:

سیدی! سٹوڈیو میں حضورانور کی تشریف آوری کا ہم پر بھی اور دیگر تمام لوگوں پر بہت ہی بابرکت اور غیر معمولی اثر تھا۔لوگ تو حضور کی اچانک تشریف آوری کو دیکھ کر گویا خوشی سے بے خود ہوگئے۔مختلف عرب ممالک سے تمام فون کرنے والوں نے یہی کہا کہ شدت جذبات سے ہمارے آنسو نکل آئے۔عجیب بات ہے کہ کئی غیر احمدی جن کا جماعت کے ساتھ رابطہ ہے وہ بھی شدتِ جذبات کی وجہ سے روئے بغیر نہ رہ سکے۔مثلاً:

۞......اردن کے ایک ہسپتال میں امراض چشم کے ڈاکٹر وائل بلعاوی نے کہا کہ مَیں اس مسحور کُن منظر کو دیکھ کر شدتِ جذبات سے مغلوب ہو گیا۔انہوں نے ابھی بیعت تو نہیں کی لیکن اس منظر سے بہت متاثر ہوئے۔(بعد میں بفضلہٖ تعالیٰ انہوں نے بیعت کر لی اور الحمدللہ اب یہ جماعت احمدیہ اردن کے مخلص کارکن ہیں)

۞...... ایک خاتون (جنہوں نے ابھی تھوڑا عرصہ قبل بیعت کی ہے) نے کہا کہ اس کے والد صاحب احمدی نہیں ہیں لیکن وہ بھی حضور انور کی پروگرام میں تشریف آوری کو دیکھ کر بے اختیار رونے لگ گئے۔

۞......کبابیر کی ایک غیر احمدی عورت نے کہا:

حضور کے اسٹوڈیو میں تشریف لانے پر میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور مَیں بے حد متاثر ہوئی۔مَیں نے دل میں کہا کہ اگر میری یہ حالت ہے تو ان کی حالت کیا ہوگی جو اس وقت حضورانور کے ساتھ سٹوڈیو میں بیٹھے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ جتنے لوگوں نے بھی مجھ سے بات کی ہے یہی کہا ہے کہ جب حضورانور کی آمد پر شرکاء پروگرام کھڑے ہوئے تو ہم بھی ساتھ کھڑے ہوگئے۔اس واقعہ نے ہمارے نفوس کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

یہ تو غیر احمدیوں کے تاثرات تھے جبکہ احمدی احباب میں سے جس شخص سے بھی فون پر بات ہوئی سب نے یہی کہا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ بہتوں نے حضورانور کی تشریف آوری کے وقت فون کر کے حضور سے بات کرنیکی کوشش بھی کی لیکن ان کی فون کال کی باری نہ آئی۔میری والدہ کہہ رہی تھیں کہ یوں لگتا تھا کہ گویا حضور ہمارے گھر میں تشریف لے آئے ہیں۔

مجلسِ صحابہ کا احساس

۞......ایک غیر از جماعت دوست مکرم عماد عبدالبدیع صاحب آف مصر نے لکھا:

مَیں ٹی وی کے آگے بہت کم بیٹھتا تھا لیکن بیماری کی وجہ سے ایک دن میں بیٹھا مختلف چینل بدل رہا تھا کہ اچانک آپ کا یہ چینل مل گیا۔مجھے ایک خزانہ مل گیا۔اگر میری بیماری نہ ہوتی تو شاید اس خزانہ سے محروم رہتا۔اس پر مَیں خدا تعالی کا شکر گزار ہوں کیونکہ میرے ذہن میں مذہب کے بارہ میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے تھے جن کا جواب مجھے کبھی بھی نہ ملتا تھا اور کوئی میری تسلی نہ کراتا تھا۔خدا شاہد ہے کہ یہ چینل اوراس کو چلانے والے نیک لوگ میرے درد کی دوا بن گئے حتی کہ میں سخت بیماری کی ساری تکلیفیں بھول کر خلیفۃ المہدی کی محبت سے مجبور ہو کر انٹرنیٹ کیفے گیا ہوں تا کہ یہ خط بھیجوں۔آپ کا چینل اس دنیا میں امید کی ایک واحد کرن ہے۔آپ کے پاس محمدی فیوض کا خزانہ ہے۔

جب حضورانور اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں تشریف لائے تو اس دوست نے لکھا:

اس بار جب حضرت خلیفۃ المسیح سٹوڈیو میں تشریف لائے تو مَیں اپنے جذبات ضبط نہیں کر سکا اور زار وقطار رونا شروع کر دیا۔مجھے یوں محسوس ہوا کہ مَیں آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی مجلس میں موجود ہوں اور آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں ہوں۔مَیں ساری تکلیف اور درد بھول گیا۔آپ کے پروگرام بہت خوبصورت اور دلکش ہیں۔اور یہ تاریکیوں کو منور کرنے والے ہیں۔

بعض احمدیوں کے جذبات

☆ مکرمہ عائشہ عبد الکریم عودہ صاحبہ نے کبابیر سے لکھا:

سیدی حضورانور کا اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں یوں اچانک تشریف لانا کس قدر خوشی وفرحت اور سرور کا

موجب ہوا اس کا بیان الفاظ میں ناممکن ہے۔ ایسے لگا جیسے فرشتوں کا لشکر حضور انور کے ساتھ سٹوڈیو میں داخل ہو گیا ہو۔ مارے خوشی کے میری تو جیسے سانس ہی بند ہو گئی۔ میرے والد صاحب زارو قطار رونے لگ گئے۔

دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے محبت میں اور بڑھائے اور اس کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۞......مکرمہ مروہ غالول صاحبہ نے سیریا سے لکھا:

پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں حضور انور کا تشریف لانا ایک ناقابل فراموش تاریخی واقعہ ہے۔ کاش میں اس سٹوڈیو کے در و دیوار کا کوئی حصہ ہوتی اور حضور انور کا قرب حاصل کر سکتی۔ گو کہ یہ ممکن نہ تھا تاہم میرا دل وفور شوق و محبت میں وہیں کہیں تھا۔

(کچھ عرصہ قبل ہماری اس بہن کی ایک حادثہ میں وفات ہوگئی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت خطبہ جمعہ میں انکا ذکر خیر بھی فرمایا اور نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔)

☆ مکرمہ ہدیل فضل عودہ نے آف کبابیر نے حضور انور کی خدمت میں لکھا:

سیدی میں خوشی کے جذبات سے اس قدر مغلوب ہوں کہ اپنی مسرت کا اظہار ناممکن ہے۔ اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں حضور انور کے پرنور چہرے مبارک کی زیارت نے عجیب سماں پیدا کر دیا۔

اس طرح حضور انور کی شرکت سے ہمارے قلب و نفوس میں پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

۞......مکرم محمد مُخوّل صاحب نے لبنان سے لکھا:

حضور گزشتہ دنوں میں اپنے گھر صوفے پر بیٹھا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر دیکھ رہا تھا کہ جب مکرم شریف صاحب نے کہا کہ حضور تشریف لائے ہیں میرا حال اس شخص کی طرح تھا جس کے پاس اچانک کوئی فوجی جرنیل آجائے۔ اس منظر کے رعب سے چھلانگ لگا کر اٹھ بیٹھا۔ قریب تھا کہ میرا سر چھت سے جا لگتا۔ میں نے شدت رعب سے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے اور آنسو جاری ہو گئے۔ میں برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا اور حضور کی باتیں سننے لگا۔ اس وقت میرے سامنے یہ آیت آگئی لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ (الانفال:64)۔ حضور آپ ہمارا فخر ہیں۔ ہم آپ کی ہمیشہ اطاعت کریں گے۔

۞......مکرمہ دعاء منصور عودہ صاحبہ نے کبابیر سے لکھا:

پیارے آقا کا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں تشریف لانا عجیب تاثیر رکھتا تھا۔ خوشی و مسرت کے جذبات نے ہمیں ہمارے اردگرد سے بےخبر کر دیا تھا۔ ہماری سوچ، اور احساسات حضور کی طرف کھچے چلے جا رہے تھے۔ یہ ایک عظیم منظر تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے ہم آنحضور ﷺ اور صحابہ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں لوٹ گئے ہیں۔

سیدی! اس واقعہ کے بعد ہمارے دلوں میں خلافت سے تعلق مزید جوش مارنے لگا ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ مسیح موعودؑ کا آسمان سے نزول

مکرم عبد اللطیف اسماعیل عودہ نے کبابیر سے اپنے جذبات کے ساتھ ایک رؤیا کا ذکر بھی کیا:

حِوَار مُبَاشِر میں آپ کے اچانک تشریف لانے کا عظیم اثر دلوں پر ہے اور اس سے جہاں جماعت کے افراد کی آپس میں محبت و اخوت کا اظہار ہوتا ہے وہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد آپ کی خلفاء کی عربوں سے شدید محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضور! ایم ٹی اے کو عظیم کامیابیاں مل رہی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے چار سال پہلے کی دیکھی ہوئی ایک خواب یاد آ گئی جو میں نے آپکی خدمت میں بھجوائی تھی جبکہ ابھی ایم ٹی اے العربیہ کا کوئی وجود نہ تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ریڈیو اور ٹی وی اور دوسرے وسائل اطلاعات کے ذریعہ یہ خبر نشر ہوئی ہے کہ عنقریب امام مہدی مسیح کا نزول آسمان سے ہونے والا ہے۔ کبابیر میں یہ خبر ہمیں ایک غیر احمدی کے ذریعہ ملتی ہے۔ میں اسے کہتا ہوں کہ یہ خبر غلط ہے کیونکہ اصل مسیح موعود ایک سو سال قبل آ چکا ہے اور اب کوئی آسمان سے نہیں آئے گا۔

ہم اسی بحث میں ہیں کہ آسمان سے ایک گول شکل کی بہت بڑی خلائی سواری زمین پر اترتی دکھائی دیتی ہے۔ جس سے بکثرت نور نکل رہا ہے۔ اس پر غیر احمدیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو مسیح آ گیا۔ اس پر ہم احمدی حیرت میں پڑے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن جب وہ سواری ہمارے قریب آتی ہے تو ہمیں اس کے اندر سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ احمدی احباب و خواتین کے ساتھ تشریف فرما نظر آتے ہیں۔ جس پر ہم لوگ نہایت خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں لیکن غیر احمدی شک میں پڑتے ہیں کہ احمدیوں کا امام، مسیح کیسے ہو گیا؟ اس پر میں حضور کے قریب جا کر عرض کرتا ہوں کہ حضور بعض دوست ابھی تک شک میں ہیں۔ اس پر آپ کمال شفقت سے ان کے پاس جا کر فرماتے ہیں کہ اب بھی اگر آپ لوگ تصدیق نہیں کرتے تو میں ایک اور نشان دکھاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ سواری کی طرف چلے گئے اور آسمان کی طرف بلند ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے اور ان سے پوچھا کہ اب تم تصدیق کرتے ہو؟ تو اس پر لوگ بکثرت آپ کے گرد جمع ہونا شروع کر دیتے ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے اور وہ نعرے لگا رہے ہیں۔

ایم ٹی اے جو پروگرام پیش کر رہا ہے یہ خواب کے ایک حصہ کی تعبیر ہے۔ اللہ کرے کہ ان پروگراموں کو دیکھ کر لاکھوں کروڑوں سعید روحیں حضور کے گرد جمع ہوں۔

ہمیں انتظار رہے گا

۞......محترمہ نسیبہ اسلامبولی صاحبہ نے شام سے لکھا:

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں اچانک حضور کی آمد اور رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور وہ چند لمحات جو حضور نے ہمیں عنایت فرمائے، ان کے بعد جو آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور دل کو ٹھنڈک پہنچی اور فرط مسرت سے جذبات کی جو کیفیت تھی اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مجھے نہیں معلوم کہ اب میں اس پروگرام کو کیسے دیکھا کروں گی کیونکہ ہر گھڑی ہمیں یہی انتظار رہے گا کہ کاش حضور چند لمحوں کیلئے دیدار کرانے کیلئے تشریف لائیں۔ کاش ہمیشہ اسی طرح ہمیں اپنے پیارے چینل پر حضور کی زیارت نصیب ہوتی رہے۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے عربوں کو مخاطب کر کے فرمائے ہوئے ان کلمات مبارکہ: ''مجھے امید ہے کہ یہ تعداد جلدی انشاء اللہ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں میں بدلنے والی ہے'' کا پورا ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، آمین ثم آمین۔

۞۞۞۞۞

آپ کے خطوط

۞......جرمنی سے مکرم مولانا فضل الٰہی صاحب انوری مؤلف ''درویشان احمدیت'' لکھتے ہیں:

امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہوں گے اور اپنے مفوضہ فرائض منصبی کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور کامیابی کے ساتھ سلسلہ کی بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار برادرم عزیزم محمد طاہر ندیم کا تیار شدہ اور الفضل انٹرنیشنل کے ہر پرچہ میں بالاقساط شائع ہونے والا کالم بعنوان ''مصالح العرب'' بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہے۔ یہ کالم اتنا دلچسپ اور عربوں میں احمدیت کے نفوذ سے متعلق اتنی گہری معلومات پر مشتمل ہوتا ہے کہ میں بڑی بیقراری کے ساتھ اگلے پرچہ کا انتظار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ندیم صاحب کو جزائے خیر بخشے کہ وہ بڑی عرقریزی کے ساتھ یہ معلومات اکٹھی کر کے گزشتہ دو سالوں سے اس کار خیر کو سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہے جس کے ذریعہ نہ صرف دنیائے عرب میں احمدیت کے نفوذ کی تاریخ محفوظ کی جا رہی ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت سے متعلق ایسے ایسے زندہ نشانات ہیں جو آئندہ آنے والی احمدیت کی نسلوں میں ایمان اور عرفان کی شمعیں روشن کرتے رہیں گے۔ خاکسار کے نزدیک اس کا جلد سے جلد کتابی صورت میں تیار ہونا از بس ضروری ہے تا کہ جماعت کا اردو جاننے والا طبقہ جس تک اس اخبار کی رسائی نہیں، وہ بھی اس سے مستفیض ہو سکے۔ نیز چونکہ یہ مجموعہ عربوں میں تبلیغ کا بھی ایک بہترین ذریعہ بن سکتا ہے اس لئے خاکسار یہ پُرزور مشورہ بھی دے گا کہ اسے عربی میں ترجمہ کرا کر عرب ممالک میں پھیلایا جائے تا کہ ہمارے وہ عرب بھائی جو تا حال جماعتی تعارف سے محروم ہیں یا جن کے اندر جماعت کے بارے میں مخالفانہ خیالات پائے جاتے ہیں، وہ بھی اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔

دوسرے، جہاں تک خاکسار نے اب تک شائع ہونے والی قسطوں کا مطالعہ کیا ہے، خاکسار کو ان کے اندر جا بجا ایسے بہت سے واقعات نظر آئے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام: یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ کی عملی تعبیر پیش کرتے ہیں۔ خاکسار کی رائے میں ایسے جملہ واقعات کو ایک الگ کتابی صورت میں اکٹھا کر کے شائع کیا جا سکتا ہے۔

پھر اگر اس اردو ایڈیشن کا عربی میں بھی ترجمہ ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور ہوگا اور عربوں میں احمدیت کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ خاکسار اپنے طور پر اس قسم کی ایک کوشش اردو زبان میں کر چکا ہے جو ''درویشان احمدیت'' جلد اول کی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

۞۞۞۞۞

۞...... مکرم سعید احمد انور صاحب بریڈفورڈ (UK) سے لکھتے ہیں:

''ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل میں چھپنے والے مضامین بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ خصوصاً 'مصالح العرب' کا قسط وار سلسلہ بہت دلچسپ ہے۔ جس کے لئے مکرم طاہر ندیم صاحب مبارک کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ آمین

اس ہفتہ (4 رفروری 2011ء) کی اشاعت میں صفحہ نمبر 3 کالم نمبر 3 میں انہوں نے ڈاکٹر حمدی عبید صاحب کا ذکر فرمایا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے ٹی وی پروگرام میں کہہ دیا کہ ''گولڑویہ'' اردو میں حلوے کو کہتے ہیں۔

یہ بات ایک طرف تو مضحکہ خیز ہے اور دوسری طرف ایسے علماء کی ایسی ہی مضحکہ خیز باتوں پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اس پر مجھے گزرے ہوئے وقتوں کا ایک سچا واقعہ یاد آیا جو اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔

پاکستان میں میرے ایک دُور کے غیر احمدی رشتہ دار نے بہت سال پہلے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا تو انہیں استاد بننے کی سوجھی۔ چنانچہ ایک سفارش کی مدد سے انہیں جے وی (ٹیچر ٹریننگ کورس) میں داخلہ مل گیا۔ پڑھائی تو خیر کیا خاک کرنی تھی۔ ان کا مقصد تو صرف سرٹیفکیٹ حاصل کرنا تھا جسے دکھا کر ان کی کسی سکول میں بحیثیت استاد تقرری ہو سکے۔ کورس کے آخر پر امتحان میں بیٹھے، تاریخ کے پرچے میں ایک سوال یہ تھا کہ ''گوتم بدھ کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں''؟ اور ان کا جواب تھا کہ ''گوتم بدھ ایک عورت تھی جو بدھ کے روز پیدا ہوئی۔ اس کی بڑی لمبی گت (بالوں کی چٹیا) تھی۔ اس لئے اسے گوتم بدھ کہتے تھے''۔

یہ پرچے میرے ایک ماموں کے پاس جانچ پڑتال کے لئے بھجوائے گئے جنہوں نے اس جواب والا پرچہ ہمیں دکھایا۔

اب جس قوم کے بچوں کو ایسے استاد یا جس قوم کو ڈاکٹر حمدی عبید جیسے علماء ملیں گے اس قوم کی حالت پر ہم کف افسوس ملنے کے علاوہ دعا ہی کر سکتے ہیں''۔

۞۞۞۞۞

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام گو سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپؐ انسان کامل ہیں لیکن جہاں تک بشر رسول ہونے کا سوال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خدا تعالیٰ نے وہی سلوک فرمایا جو باقی رسولوں سے فرمایا۔

دشمنوں کی طعن و تشنیع اور بدزبانیوں اور ایذا رسانیوں پر آپؐ نے صبر سے کام لیا اور آپؐ کے متعلق بیہودہ گوئی اور استہزاء سے کام لینے والوں سے خود اللہ تعالیٰ نے بدلہ لیا۔

جب ہم دشمنوں کی باتیں سنا کے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی دعاؤں سے خدائے ذوالانتقام کے آگے جھکیں گے تو ان دشمنانِ اسلام کے بدانجام کو بھی ہم دیکھیں گے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 28 رجنوری 2010ء بمطابق 28 صلح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مَیں تجھے پیدا نہ کرتا تو دنیا پیدا نہ کرتا۔ یہ زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔

(الموضوعات الکبریٰ لِمُلّا علی القاری صفحہ 194 حدیث نمبر 754 مطبوعۃ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

گو مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اس حدیث کی صحت پر اعتراض کرتا ہے لیکن ہمیں اس زمانہ کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ صادق نے اس حدیث کی صحت کا علم دیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی مقام کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپؐ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشا ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپؐ کو وہ مہرِ نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ آپؐ کو وہ مقامِ خاتم النبیین ملا ہے جس کے اُمّتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپؐ کا اُمّتی اور عاشق صادق ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو نبوت کا مقام دلا گیا۔ آپؐ کا قربِ خداوندی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی (النجم:9)۔ یہ اللہ تعالیٰ سے قرب کی انتہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"(یہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کی طرف ہو کر نوعِ انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور اس کمال میں آپؐ کے دو درجے بیان فرمائے ہیں۔ ایک صعود (یعنی بلندی کی طرف جانا)۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالیٰ کی طرف تو آپؐ کا صعود ہوا یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذاتِ اقدس کے دُنُوّ کا درجہ آپؐ کو عطا ہوا۔ دُنُوّ، اَقْرَب سے زیادہ اَبْلَغ ہے۔ اس لئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا"۔ (یعنی دُنُوّ، قرب کی نسبت زیادہ انتہائی اور وسیع معنی دیتا ہے۔ قرب میں تو صرف قربت کا تصور پیدا ہوتا ہے لیکن دُنُوّ میں اتنا قرب ہے، یعنی کہ ایک ہو جانا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ) جب اللہ تعالیٰ کے فیوضات اور برکات سے آپؐ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لئے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جس کا اشارہ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:108) میں فرمایا ہے (کہ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن بنا کر)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سرّ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہنچانے کے واسطے آپؐ کا نزول ہوا۔ اس دَنٰی فَتَدَلّٰی میں اسی صعود اور نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوّ مرتبہ کی دلیل ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 356 مطبوعہ ربوہ)

پس آپؐ کے نزول سے جو نئے زمین و آسمان پیدا ہوئے، جس میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی درجہ کا قرب پا کر انسانوں کی نجات اور خدا تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کا مقام بھی حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن کا مقام عطا فرمایا۔ آپؐ سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ افلاک بھی خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص پیار کے نتیجہ میں آپؐ کے لئے پیدا کئے گئے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی علوِّ شان کے لئے ہم اس حدیثِ قدسی کو صحیح تسلیم نہ کریں۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آنحضرت ﷺ کے اس مقام کو پہچانا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

" لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ میں کیا مشکل ہے؟ قرآنِ مجید میں ہے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرۃ:30)، زمین میں جو کچھ ہے وہ عام آدمیوں کی خاطر ہے۔ تو کیا خاص انسانوں میں سے ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے افلاک بھی ہوں؟......"۔ (اگر زمین میں سب کچھ عام انسانوں کے لئے ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے خاص آدمیوں کے لئے افلاک کی پیدائش بھی کر سکتا ہے)۔ فرمایا کہ "...... دراصل آدم کو جو خلیفہ بنایا گیا تو اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ وہ اس مخلوقات سے اپنے منشاء کا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق کام لے۔ اور جن پر اس کا تصرف نہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں، سورج، چاند، ستارے وغیرہ"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 213۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی جس پر انسان کا تصرف نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ سب انسان کے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ چیزیں سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ماضی میں بھی کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شق القمر کا واقعہ ہوا۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ دنیا نے دیکھا۔ اس کی تفصیلات اس وقت بیان نہیں کروں گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بات بیان فرمائی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ یہ معجزہ ہوا۔

اور ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے یہ کسی قسم کے گرہن کی صورت ہو۔ (مأخوذ از نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 506) جو دوسروں کو بھی نظر آئی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے لئے جو پیشگوئی فرمائی کہ فلاں مہینے میں اور فلاں دن میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔

(سنن الدارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلٰوۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما نمبر 1777 مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

یہ بھی افلاک کی، کائنات کی جو چیزیں ہیں ان کو تابع کرنے والی بات ہے۔ اور اُس زمانہ میں جب یہ گرہن لگا تو اُس زمانہ کے اخبارات بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ واقعہ ہوا۔

بہرحال اس ساری تمہید سے یا بیان سے میرا مقصد آپؐ کے بلند مقام کو بیان کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے بے شمار معجزات ہمیں روایات میں ملتے ہیں جن سے آپؐ کے مرتبہ اور خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص سلوک کا پتہ چلتا ہے جس کی مثالیں پہلے کبھی نہیں ملتیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود کافروں کے اس مطالبے پر جو انہوں نے آپ سے کیا کہ ہمارے سامنے آپ آسمان پر چڑھیں اور کتاب لے کر

آئیں جسے ہم پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:94)۔ ان کو کہہ دے کہ میرا ربّ ان باتوں سے پاک ہے۔ مَیں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ پس آپ کا مقام گو سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپ انسانِ کامل ہیں، لیکن جہاں تک بشر رسول ہونے کا سوال ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خدا تعالیٰ نے وہی سلوک فرمایا جو باقی رسولوں سے فرمایا۔ یعنی جہاں، جس طرح باقی رسولوں کی اُن کی قوموں نے مخالفت کی، آپ سے بھی کی اور آپ کیونکہ تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہیں اس لئے آپ کی مخالفت اُس زمانہ میں آپ کی زندگی میں بھی کی گئی اور اب بھی کی جا رہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ باقی انبیاء کا بھی استہزاء ہوا تو آپ کا بھی استہزاء ہوا اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن سعید فطرت لوگ پہلے بھی انبیاء کو مانتے رہے۔ آپؐ کو بھی آپؐ کے زمانہ میں مانا بلکہ سب سے زیادہ مانا بلکہ آپ کی زندگی میں عرب میں پھیلا اور عرب سے باہر قریب کے علاقوں تک اسلام پھیل گیا۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ تمام دنیا میں پھیل گیا اور آج تک پھیلتا چلا جا رہا ہے اور ایک وقت آئے گا جب دنیا کی اکثریت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّہ تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ نے لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدة:68) تیرے ربّ کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے، اسے لوگوں تک پہنچا۔ پس آپ نے حسن واحسان سے، پیار سے، عفو سے، صبر سے، دعائیں کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچایا۔ غیر تو خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہی ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا لیکن بعض مسلمان علماء، یا علماء کہلانے والے بھی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اسلام جنگوں کے ذریعہ سے پھیلا۔ حالانکہ ہجرت کے بعد جب مکّہ سے مدینہ ہجرت ہوئی ہے اور پھر جب اگلے سال میں جنگِ بدر ہوئی ہے تو اس کے بعد صلح حدیبیہ تک مختلف جنگیں ہوتی رہیں، جس میں زیادہ سے زیادہ جنگِ احزاب میں مسلمان شریک ہوئے تھے اور اُن کی تعداد تین ہزار تک تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت پندرہ سو افراد کا قافلہ تھا جو آپ کے ساتھ مکّہ گیا تھا۔ صلح حدیبیہ تک یہ تقریباً پانچ سال کا عرصہ بنتا ہے۔ لیکن صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک پونے دو سال میں جو لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ گیا، اُس کی تعداد دس ہزار تھی۔ پس یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ امن کے جو دو سال تھے، ان میں اسلام زیادہ پھیلا ہے۔ اسی طرح امن اور پیار کی تبلیغ کے بہت سے واقعات ہیں۔ عفو کے بہت سے واقعات ہیں جس نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو، درگزر اور شفقت کے سلوک کے واقعات گزشتہ خطبات میں بھی مَیں بیان کر چکا ہوں۔ آپؐ نے یہ سب کیوں کیا؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ یہ آپؐ نے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بے شک یہ میرا پیارا ترین ہے اور قریب ترین ہے مگر انبیاء سے لوگوں کے سلوک کا جو طریق چلا آ رہا ہے وہ اس سے بھی ہوگا۔ آپؐ کو فرمایا اے نبی! تجھ سے بھی (ایسا) ہوگا لیکن تُو نے صبر، تحمل، برداشت، عفو، مستقل مزاجی سے تبلیغ کا یہ کام کرتے چلے جانا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی جنگ ٹھونسے، حتی الوسع سختی سے پرہیز کرنا ہے۔ ہرزہ سرائیوں پر، بیہودہ گوئیوں پر، ایذاء دہی پر صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے چلے جانا ہے کہ اسلام کا محبت اور امن کا پیغام اسی طرح پھیلنا ہے۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے ان سب باتوں کو کس طرح بیان فرمایا ہے اور کیا نصیحت فرمائی ہے؟ وہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ قٓ میں فرماتا ہے کہ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (سورة ق:40)۔ پس صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب سے پہلے بھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کہ یہ طعن و تشنیع جو دشمن کرتا ہے وہ تو ہونی ہے، آپ صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں۔ قرآنِ کریم ان پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی غالب آئیں گے۔ آخر کار کامیاب وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کے ساتھ، اس تعلیم کے ساتھ نصیحت کرتا چلا جا، تنبیہ کرتا چلا جا۔ پس جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس نصیحت اور تنبیہ سے ڈر کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والا بن جائے گا۔

پھر خدا تعالیٰ نے دشمن کی زبان درازیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا رویہ اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۔ بَلٰغٌ ۔ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ (احقاف:36) پس صبر کر جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ جس دن وہ اسے دیکھیں گے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے تو یوں لگے گا جیسے دن کی ایک گھڑی سے زیادہ وہ انتظار میں نہیں رہے۔ پیغام پہنچایا جا چکا ہے۔ پس کیا بدکرداروں کے سوا بھی کوئی قوم ہلاک کی جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو نظامِ نو آپ کی آمد سے جاری ہونا تھا وہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے وہ جاری ہو چکا ہے۔ لیکن کامیابیوں کا بھی ایک وقت ہے۔ اس لئے صبر اور برداشت سے کام لینا چاہئے۔ اور اے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بھی اور آپ کے ماننے والوں نے بھی اسی صبر و برداشت سے کام لینا ہے کہ یہی اولوالعزم نبیوں اور ان کے ماننے والوں کا شیوہ ہے۔ یہ سختیاں، مشکلات اور ان پر برداشت اور صبر ہی کامیابیاں دلانے کا باعث بنتا ہے اور جب کامیابیاں آئیں گی، دشمن کی پکڑ ہوگی تو تب وہ سوچے گا کہ مَیں کیا کرتا رہا، تب اسے خیال آئے گا کہ یہ دنیاوی زندگی جسے میں سب کچھ سمجھتا رہا یہ تو ایک گھڑی یا ایک گھنٹے سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھی۔ پس جہاں تک انبیاء کے مخالفین کی پکڑ کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر یہی سلوک دکھایا اور آپ کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ پس کہاں گئے وہ آپ کے بڑے بڑے دشمن جو سردارانِ مکّہ کہلاتے تھے۔ کہاں گیا وہ بادشاہ جس نے آپ کے پکڑنے کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تا قیامت ہے تو خدائی وعدے کے مطابق آپ کے دشمنوں کی پکڑ بھی ہر زمانے میں نشان بنتی چلی جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کس طرح تنگ کیا۔ آپ کے کیا کیا نام رکھے۔ آپ کو کس طرح بدنام کرنے کی کوشش کی اس بارہ میں قرآنِ کریم ہمیں بتاتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (الحجر:7) اور انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا گیا ہے، یقیناً تو مجنون ہے۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء ہے بلکہ کھلی کھلی ایک گالی ہے۔ مکّہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور اس وقت وہاں کی تقریباً ساری آبادی آپ سے یہ سلوک کرتی تھی، سوائے چند ایک نیک فطرت لوگوں کے جو ایمان لے آئے تھے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ فتح کرتے ہیں تو سب سے محبت اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں گزشتہ خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ لوگ صرف گالیاں دینے والے ہی نہیں تھے۔ یہ لوگ ظلم کی انتہا کرنے والے تھے۔ زبردستی جنگیں ٹھونسنے والے تھے۔ لیکن آپ نے ہر ایک سے شفقت کا سلوک فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ خود مَیں بدلے لوں گا۔

پھر قرآنِ کریم میں سورۃ فرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا (الفرقان:5) اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا یہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں جو اس نے گھڑ لیا ہے اور اس بارہ میں اس کی دوسرے لوگوں نے مدد کی ہے۔ پس یقیناً وہ سراسر ظلم اور جھوٹ بنانے والے ہیں۔

گو اس آیت میں بڑے وسیع مضمون بیان ہوئے ہیں لیکن یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ آپؐ کو دعویٰ کے بعد وہی لوگ نعوذ باللہ جھوٹا کہنے لگ گئے جو آپؐ کو سچا کہتے تھے اور ان کی زبانیں اس سے نہیں تھکتی تھیں۔ آپؐ کی سچائی اور امانت کے قائل تھے۔ پھر آپ ﷺ کے بارہ میں ظالموں کی ہرزہ سرائی کا قرآنِ کریم میں یوں ذکر آتا ہے۔ فرمایا کہ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (الفرقان:9) اور ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔

پھر ایک آیت میں کافروں کی بیہودہ گوئی کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ (سورة صٓ:5) اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے کوئی ڈرانے والا آیا، اور کافروں نے کہا یہ سخت جھوٹا جادوگر ہے۔

پس کبھی جھوٹا، کبھی جادوگر، کبھی کچھ اور کبھی کچھ اور کبھی کسی نام سے یہ کافر آپؐ کو پکارتے رہے اور آپؐ کے بارہ میں باتیں کہتے رہے اور مختلف رنگ میں استہزاء کرتے رہے۔ لیکن آپؐ کو صبر اور حمد اور دعا کی ہی اللہ تعالیٰ نے تلقین فرمائی۔ اور یہی تلقین اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (آل عمران:187) اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان سے جنہوں نے شرک کیا بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً ایک بڑا اہمت کا کام ہے۔

اب ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔ کوئی کسی صورت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ایسی باتیں تم سنو تو صبر کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مَیں نے گزشتہ خطبہ میں مثال دی تھی کہ کس طرح آپ نے ردّعمل دکھایا۔ تو حقیقی ردّعمل یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا لیکن اس کے لئے بھی تقویٰ شرط ہے۔ تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اپنے عمل اور دعاؤں سے جو اس کا جواب دو گے تو وہی اس محبت کا صحیح اظہار ہے۔ اور جب ہم دشمنوں کی باتیں سن کے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی دعاؤں سے خدائے ذوالانتقام کے آگے جھکیں گے تو ان دشمنانِ اسلام کے بدانجام کو بھی ہم دیکھیں گے۔ لیکن ہمارا اپنا تقویٰ شرط ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں قرآنِ کریم میں جو فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ خود ہی اللہ تعالیٰ بدلے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ دشمنوں کو جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ سورۃ الحاقۃ میں فرمایا اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۔ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الحاقة: 41 تا 44) یقیناً یہ عزت والے رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ بہت کم ہیں جو تم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ ایک تنزیل ہے تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان سب استہزاء کرنے والوں اور آپؐ کے مختلف نام رکھنے والوں اور نعوذ باللہ جھوٹا اور کذّاب کہنے والوں کو یہ جواب دیا۔ پس یہ ہے جواب آپؐ پر الزام لگانے والوں اور استہزاء کرنے والوں کے لئے لیکن اس بات کے باوجود کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو صبر اور دعا کی تلقین فرمائی ہے، خدا تعالیٰ نے خود دشمن کو چھوڑا نہیں ہے۔ صرف یہ جواب نہیں دے دیا کہ نہ وہ کاہن ہے، نہ وہ جھوٹا ہے اور نہ جو تم الزامات لگا رہے ہو وہ تمہارے صحیح الزامات ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِ یْنَ (الحجر: 96) تو اس نے پھر دشمنانِ اسلام سے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد بدلے بھی لئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰھُمُ النَّارُ۔ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَا اُعِیْدُوْا فِیْھَا وَقِیْلَ لَھُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ۔ وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْھَا۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ (السجدہ:21تا 23) اور جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ جب کبھی وہ ارادہ کریں گے کہ وہ اس سے نکل جائیں تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم یقیناً انہیں بڑے عذاب سے ورے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے۔ (بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب میں سے کچھ چکھائیں گے) تا کہ ہو سکے تو وہ ہدایت کی طرف لوٹ آئیں۔ اور کون اس سے زیادہ ظالم ہو سکتا ہے جو اپنے ربّ کی آیات کے ذریعے اچھی طرح نصیحت کیا جائے، پھر بھی ان سے منہ موڑ لے۔ یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ جو اپنے پیارے پر ہر وقت نظر رکھنے والا ہے، اگر دشمن دشمنی سے باز نہ آئے تو اسے بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تنبیہوں سے نہ ڈریں، اگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کے لئے جو اپنے بعض جلوے دکھاتا ہے اُن سے نصیحت حاصل نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ بغیر انتقام کے نہیں چھوڑتا۔ پھر ضرور سزا دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اختیار میرے پاس ہی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلاً۔ وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُوْلِی النَّعْمَۃِ وَمَھِّلْھُمْ قَلِیْلًا۔ اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا۔ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا (المزّمل: 11تا14) اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا، اور مجھے اور ناز و نعم میں پلنے والے مکذبین کو الگ چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے۔ یقیناً ہمارے پاس عبرت کے کئی سامان ہیں اور جہنم بھی ہے۔ اور گلے میں پھنس جانے والا ایک کھانا ہے اور دردناک عذاب بھی۔

پس جہاں آپ کو صبر کی تلقین فرمائی وہاں دنیاداروں کے متعلق فرمایا کہ دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں نے ان لوگوں کو کافر بنا دیا ہے، اس کفر کی انہیں سزا ملے گی کیونکہ یہ حد میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور سزا بھی ایسی ہو گی جو دوسروں کے لئے عبرت کا نشان ہو گی۔ پس یہ عبرت کا نشان بنانے کا معاملہ بھی خدا تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ اور نبی اور ماننے والوں کو صبر کرنے اور بغیر جھگڑے کے ان کی بیہودہ گوئیوں کو سن کر علیحدہ ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔

پھر خدا تعالیٰ خود آپ سزا دینے کا ذکر سورۃ العلق میں اس طرح فرماتا ہے کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی۔ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی۔ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی۔ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ۔ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ۔ (العلق:10تا 19) کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ کی تلقین کرتا۔ کیا تُو نے غور کیا کہ اگر اس نے پھر جھٹلا دیا اور پیٹھ پھیر لی۔ پھر کیا وہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے، جھوٹی خطا کار پیشانی کے بالوں سے۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس والوں کو بُلا دیکھے۔ ہم ضرور دوزخ کے فرشتے بلائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ کا سزا دینے کا طریق اس طرح ہے۔ آج اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اُس عظیم بندے کی پیروی کرتے ہوئے جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور جو ان کو نمازیں پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ کون ہیں؟ پس یہ اُن لوگوں کے لئے بھی بڑا خوف کا مقام ہے جو کسی کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی خاطر جب زمین و آسمان پیدا کئے ہیں تو پھر اس سے استہزاء کرنے والوں اور کفر میں بڑھنے والوں کو اور تکلیف پہنچانے والوں پر لعنت ڈالتے ہوئے فرماتا ہے کہ مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا ۢ بِاَلْسِنَتِھِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (النساء:47)۔ یہ سورۃ نساء کی سینتالیسویں آیت ہے۔ فرمایا کہ یہود میں سے ایسے بھی ہیں جو کلمات کو انکی اصل جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ اور بات سُن اس حال میں کہ تجھے کچھ چیز سنائی نہ دے۔ اور وہ اپنی زبانوں کو بَل دیتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے رَاعِنَا کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور سُن اور ہم پر نظر کر تو یہ ان کے لئے بہتر اور سب سے زیادہ مضبوط قول ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑا۔

پس یہ لعنت ہے جو اُن لوگوں پر پڑے گی جو یہ راستہ اختیار کریں گے کہ رسول کی توہین کے مرتکب ہوں۔

پھر یہودیوں کے یہ کہنے پر کہ ہم اتنا کچھ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کر رہے ہیں۔ یعنی کہ جو بھی تکلیفیں پہنچا سکتے ہیں اور جو باتیں بنا سکتے ہیں اور جو منصوبہ بندی کر سکتے ہیں، کر رہے ہیں۔ اگر یہ رسول سچا ہے تو خدا تعالیٰ ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ۔ وَاِذَا جَآءُوْکَ حَیَّوْکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ۔ حَسْبُھُمْ جَھَنَّمُ۔ یَصْلَوْنَھَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ (المجادلہ:9) کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہیں خفیہ مشوروں سے منع کیا گیا؟ مگر وہ پھر بھی وہی کچھ کرنے لگے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور وہ گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی کے متعلق باہم مشورے کرتے ہیں اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو اس طریق پر تجھ سے خیر سگالی کا اظہار کرتے ہیں جس طریق پر اللہ نے تجھ پر سلام نہیں بھیجا۔ اور وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس پر عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں۔ اُن سے نپٹنے کو جہنم کافی ہے۔ وہ اس میں داخل ہوں گے۔ پس کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

بعض حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ یہ یہودی بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں آتے تھے یا ویسے ملتے تھے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی بجائے اَلسَّامُ عَلَیْکَ کہہ کر نعوذ باللہ آپ کی موت کی خواہش کیا کرتے تھے، جیسا کہ پہلے بھی مَیں گزشتہ خطبوں میں حدیث بیان کر چکا ہوں۔ اس پر بعض اوقات صحابہ کہتے کہ ہم اسے قتل کر دیں تو آپؐ فرماتے: نہیں۔ (بخاری کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین ...... باب اذا عرض الذمی وغیرہ ...... حدیث نمبر 6926) اس لئے کہ ان کی بیہودہ گوئیوں کا معاملہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ جہنم میں ڈال کر جو سزا خدا تعالیٰ نے دینی ہے وہ اس دنیاوی سزا کی طرح نہیں ہو سکتی۔ پس جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں بیشک آپؐ خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ تا قیامت آپ کا سلسلہ نبوت جاری ہے۔ تمام انبیاء سے آپؐ افضل ہیں لیکن اس کے باوجود تمام رسولوں کی طرح آپ کو دشمنانِ دین کی مخالفتوں اور ہر قسم کے نقصان پہنچانے کی تدبیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہر موقع پر یہی کہا کہ اولوالعزم انبیاء کی طرح صبر اور دعا سے کام لے۔ یہی آپ کے ماننے والوں کو کہا گیا۔ اور خود بھی بیان فرمایا کہ ان دشمنانِ دین کے استہزاء، بیہودہ گوئیوں اور خباثتوں کا میں کس کس رنگ میں بدلہ لوں گا۔ بعض کا اس دنیا میں اور بعض کا مرنے کے بعد جہنم کی آگ میں ڈال کر۔ ہاں اگر دشمن جنگ کرے اور قوم کا امن و سکون برباد کرے تو پھر اس سے مقابلے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اس مقابلہ کی اجازت نہ دی گئی تو مذاہب کے مخالفین ہر مذہب کے ماننے والے کا چین اور سکون برباد کر دیں گے۔

اس دنیا میں کس طرح خدا تعالیٰ آپ کی توہین کے بدلے لیتا رہا، اس کے بھی بہت سے واقعات ہیں۔ ایک بدلے کا اعلان قرآنِ کریم میں یہ کہہ کر فرمایا کہ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ (اللھب:2) کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ شَل ہو گئے۔ جب آپ نے پہلے دعویٰ کیا اور اس وقت جب اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کے لئے اکٹھا کیا تو اس شخص نے جو آپ کا چچا تھا بڑے نازیبا الفاظ آپ کے بارہ میں استعمال کئے تھے۔ (بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ تبت یدا ابی لھب...... حدیث نمبر 4971) تو قادر و توانا خدا جو بڑے سچے وعدوں والا ہے اُس نے اس کو کس طرح پکڑا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک سفر کے دوران اس پر بھیڑیوں نے حملہ کر دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو تا قیامت خدا کے پیارے اور افضل ہیں۔ آپ سے کئے گئے خدا تعالیٰ کے وعدے بھی ہمیشہ پورے ہوتے رہیں گے۔ ہر زمانے میں دشمنانِ اسلام اپنے انجام کو پہنچتے رہے ہیں اور پہنچتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کے نظارے اور خدا تعالیٰ کا آپؐ سے پیار کا سلوک دکھاتا چلا جائے۔ اور ہم حقیقی رنگ میں قرآنی تعلیم کو بھی اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور ایسے مومن بننے کی کوشش کریں جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے توقع کی ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
از صفحہ نمبر 2

چاہئے کہ آپ کا محاصرہ کر کے دشمن نے آپ کو اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنانِ اسلام کے کئے گئے اس ظالمانہ فعل سے ملانے کی کوشش کی ہے جب آپ کو شعبِ ابی طالب میں محصور کیا گیا تھا۔ آپ نے اس محاصرہ کی چاہے ہلکی سی جھلک مشاہدہ کی لیکن اُن برکات سے کچھ تو حصہ پالیا جس کا کمال ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تھا۔ اور جہاں تک نقصان کا سوال ہے خدا تعالیٰ نے ظاہری طور پر بھی ان مساجد سے محروم نہیں کیا بلکہ حکومت نے تو مُلّاں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ہماری مساجد ان کے سپرد کر دی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ان مساجد کے قریب بہتر مساجد بنانے کی توفیق عطا فرما دی۔ اور اب حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے براہمن بڑیہ میں پرانی مسجد کے قریب جماعت کو ایک تین منزلہ نئی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ دشمنوں نے جماعتی املاک کو نقصان پہنچایا۔ آگیں لگائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بڑھ کر نوازا۔ یہ ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ (الانفال:41) خدا کا کام۔ اور صرف عمارتوں اور مساجد سے ہی اللہ تعالیٰ نے نہیں نوازا بلکہ باوجود ساری مخالفتوں کے، باوجود ان نامساعد حالات کے سعید فطرت لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

بنگلہ دیش میں جماعت پر ظلموں کی داستان لمبی ہے۔ فصلیں جلائی گئیں۔ شہید کئے گئے۔ اگر ان کو بیان کرنے لگوں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ اور یہ سب کچھ پاکستان کے مُلّاؤں کے تربیت یافتہ مُلّاں اور پاکستان سے آئے ہوئے مُلّاؤں کے کہنے پر ہوا۔ اپنے ملک کو تو ان پاکستانی مُلّاؤں نے احمدیت کی دشمنی کر کے داؤ پر لگایا ہی ہوا ہے۔ اب دنیا کے باقی مسلمان ممالک کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا چاہتے ہیں اور بنگلہ دیش بھی ان کے نزدیک آسان نشانہ ہے۔ لیکن بنگلہ دیش کے میڈیا اور پڑھے لکھے لوگوں میں اتنی شرافت ہے کہ جماعت پر کئے گئے ہر ظلم پر میڈیا نے آواز اٹھائی۔ اور پڑھے لکھے لوگوں نے اور ججوں تک نے بھی آواز اٹھائی اور مُلّاں کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ یہ ان کی شرافت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ جب تک یہ شرافت قائم رہے گی اللہ تعالیٰ ملک کو شر پسندوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ مذہبی اختلاف اپنی جگہ لیکن جب انسانیت کے شرف کو ختم کیا جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑا جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی گرفت بھی آتی ہے۔ کاش پاکستان کے گونگے شرفاء بھی بنگلہ دیش کے جرأتمند شرفاء سے سبق سیکھیں۔ میڈیا، بنگلہ دیش کے میڈیا سے سبق سیکھے اور اپنے ملک کی قسمت بدلنے کا ذریعہ بنیں، اس ملک کی قسمت جس کا مَیں بھی ایک فرد ہوں اور مجھے اس سے محبت ہے۔

جیسا کہ مَیں نے شہداء کا ذکر کیا ہے۔ کھلنا میں ایک مسجد میں بم دھماکے کئے اور اس دھماکہ سے سات احمدی شہید ہوئے۔ لیکن ان شہادتوں نے اور بعض اور انفرادی شہادتوں نے جماعت کے ایمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کمزور نہیں کیا۔ بلکہ بنگلہ دیش جماعت ایمان میں پہلے سے بڑھ کر ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ دشمن سمجھتا ہے کہ احمدیوں کو شہید کر کے انہیں ان کے دین سے پھیر دیں گے۔ لیکن نہیں جانتے کہ احمدیوں نے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ پس یہ قربانیاں، یہ تکلیفیں، یہ شہادتیں تو احمدیوں کے ایمان میں ترقی کا باعث بنتی ہیں۔

پس اے بنگلہ دیش کے رہنے والے احمدیو! اس سوچ کو، اس جرأت مندانہ سوچ کو، اس اخلاص و وفا سے پُر سوچ کو، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی سوچ کو کبھی مرنے نہ دینا۔ یاد رکھیں یہ قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی۔ **شہیدوں کا خون نہ پہلے رائیگاں گیا، نہ اب جائے گا۔ شہیدوں کے خون کا ہر قطرہ پھول پھل لائے گا اور پھول پھل جائے گا۔ یہ مخالفت کی آندھیاں ہمیشہ اونچا اڑاتی ہیں۔ جماعت پہلے سے بڑھ کر ترقی کرتی ہے۔ اور آج بھی انشاء اللہ کرے گی اور یہ ترقی** انشاء اللہ جاری رہے گی اور ہمیشہ جاری رہے گی۔ انہی لوگوں میں سے جن میں سے نکل کر آپ نے بھی اخلاص و وفا کے نمونے دکھائے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگ دیکھیں گے کہ دشمنی کے زہر قطراتِ محبت بن کر ٹپکیں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انقلاب ہمیشہ قربانیاں کرنے سے آتے ہیں۔ محبت اور پیار سے اپنے اہلِ وطن کو صداقت کی طرف بلاتے رہیں۔ ظلم کبھی نہیں پنپتا۔ محبت ہمیشہ جیتتی ہے۔ صداقت کے سامنے جھوٹ خس وخاشاک کی طرح اڑ جاتا ہے۔

پس ہمیشہ اپنے سچے جذبوں کو، اپنے محبت کے جذبوں کو زندہ رکھیں اور انہیں کبھی مرنے نہ دیں۔ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ پیار اور محبت کے پیغام کو اپنے ملک کے کونے کونے تک پھیلا دیں۔ دعوتِ الی اللہ کے کام میں کمزوری کبھی نہ دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعوتِ الی اللہ کو سب سے اچھی بات فرمایا ہے۔ دعوتِ الی اللہ کی وجہ سے مخالفین بھی سرگرم ہوں گے۔ دشمنیاں بڑھیں گی۔ لیکن آپ ہر سختی کا جواب نرمی سے دیں۔ ہر ظلم پر خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ کیونکہ اصل طاقت تو خدا تعالیٰ ہے جو دلوں کو پھیرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا پیار ہم حاصل کر لیں گے، اس کی رضا کی خاطر اس کے دین کو پھیلانے کی کوشش کریں گے، اپنے عمل اور اپنے قول کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالیں گے تو دشمن ہزار زور لگالے ہماری ترقی کی رفتار کو روک نہیں سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور مخالفین کی پھونکوں سے نہیں بجھتا۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (الصف:9) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی اور نہ کبھی ہوگی۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (الصف:9) اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے۔ وہ نور جو اس کی طرف سے آیا ہے اس کو انسانی کوششیں کس طرح بجھا سکتی ہیں؟۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا۔ کسی نے دکاندار اور کافر و بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 428۔ جدید ایڈیشن)

اس زمانہ میں بھی ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ کتنے فرعونوں کو ہم نے اس زمانے میں بھی فنا ہوتے دیکھا ہے۔ وہی لوگ جو بنگلہ دیش میں احمدیت کو ختم کرنے کے درپے تھے اور دنیاوی طاقت کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہوئے اپنی فتح کے شادیانے بجاتے تھے وہ کہاں گئے وہ؟ ان لوگوں کی کرسیاں تو ختم ہو گئیں لیکن احمدیت کا قافلہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے رواں دواں ہے۔

پس یاد رکھیں الٰہی جماعتوں کے ساتھ مخالفتیں تو لگی ہوئی ہیں اور یہ مخالفتیں ان میں نئی روح پھونکنے کے لئے ہیں۔ آئندہ بھی اگر احمدیت کے خلاف مخالفتیں شدت اختیار کریں گی تو انجام کار تباہ ہوں گی۔ ہمارے مالی نقصان، ہماری شہادتیں نہ پہلے کبھی ہماری ترقی میں روک بنیں، نہ انشاء اللہ آئندہ بنیں گی۔ ہر ابتلا ایک نئی فتح کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔

پس اپنے آپ میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے اندر جذب کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے اندر جذب کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور نورِ محمدیؐ سے ہی ہمیں ملنا ہے۔ اور اس زمانہ میں نورِ محمدیؐ کا ادراک ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے کروایا ہے۔ ہمارے دلوں میں عشقِ رسولِ عربی کو قائم رکھنے کے لئے نئے نئے طریقے سکھائے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نور سے حصہ لینے کے اصول سکھائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا ایک ایک لفظ عشقِ رسول اور خدا تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی عشقِ رسول میں فنا ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں۔ پس کون ہے جو اس نور کو پھونکوں سے مٹا سکے؟

حضرت مسیح موعودؑ کو خود بھی خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ: ”يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ۔ قُلِ اللّٰهُ حَافِظُهٗ۔ عِنَايَتُ اللّٰهِ حَافِظُكَ۔ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور کو بجھا دیں۔ کہہ خدا اس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنایتِ الٰہیہ تیری نگہبان ہے“۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 667-668۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر4)

ہر احمدی گواہ ہے کہ ہر موقع پر مخالفتوں نے نئی نئی فتوحات کو جنم دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے کے مطابق آپ کے مشن کو آگے بڑھنے سے دشمن روک نہیں سکا۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور کو اللہ تعالیٰ پھیلاتا ہی چلا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پھیلاتا چلا جائے گا۔ پس اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اگر ہم اس نور سے حصہ لیتے رہیں گے تو ہزار مخالفتیں بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور جماعتِ احمدیہ کی ترقی کو نہیں روک سکتیں۔ پس پیار اور محبت سے اہلِ وطن کو زمانہ کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کا پیغام پہنچاتے چلے جائیں۔ اس نور سے حصہ لیتے ہوئے نفرتوں کو محبت میں بدلتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آج نہیں تو کل انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہوگا۔ احمدیت کے غلبہ کے نظارے دنیا دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے نظارے جو آج بھی نظر آ رہے ہیں یہ پہلے سے بڑھ کر نظر آئیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں احمدیت کا یہ قافلہ آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔ اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں اُنہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔............ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدّار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے؟ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے............“ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔“ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اُسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن رُوسیاہ ہوگا۔ اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے“۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349)

پس ان فتوحات کے نظارے دیکھنے کے لئے استقامت اور صبر سے اپنے فرائض ادا کرتے چلے جائیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرتے چلے جائیں۔ اس جلسہ کے نیک اثرات کو ہمیشہ اپنے دلوں میں قائم رکھیں۔ اپنی عملی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالتے ہوئے اس پر ہمیشہ قائم رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر فتوحات کے نظارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب شاملینِ جلسہ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور خیریت سے انہیں اپنے گھروں کو واپس لے جائے اور ہمیشہ اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا رہے۔ اب دعا کر لیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی

کچھ یادیں کچھ باتیں

(صاحبزادہ) مرزا غلام احمد۔ ربوہ

[ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کے حضرت مصلح موعود نمبر (مئی، جون، جولائی 2009ء) میں مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (ربوہ) کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بیان کردہ کچھ واقعات بعنوان ''کچھ یادیں کچھ باتیں'' شائع ہوئے ہیں۔ یہ نہایت خوبصورت یادیں ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہیں۔ (مدیر)]

بچپن میں ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی جس طرح ماں باپ، بہن بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کے ہونے کا احساس ہوتا ہے اسی طرح ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی موجودگی اور آپ کے وجود کا احساس بھی بہت چھوٹی عمر سے ہے۔ ہمیشہ جب ہم چھٹیوں میں قادیان آتے تھے تو ہمیں خاص طور پر حضور کی خدمت میں ملانے کے لئے لے جایا جاتا تھا اور جب کبھی حضور اس شہر میں تشریف لاتے جہاں ہم رہتے تھے تو حضور ہمارے گھر قیام فرماتے اور اگر کہیں اور بھی قیام پذیر ہوتے تو ملنے کے لئے ضرور ہمارے گھر بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

❁ سب سے پہلا واقعہ جس میں حضور کے ساتھ میرا براہ راست تعلق ہوا میرے نام کی تبدیلی کا واقعہ ہے۔ ابّا جان نے میرے بڑے بھائی مرزا سعید احمد صاحب کی وفات پر حضور سے پوچھ کر میرا نام سعید رکھا تھا لیکن حضور نے اس کی اجازت صرف ابّا جان کی جذباتی کیفیت کے پیش نظر دی تھی۔ .... 1944ء میں جب ہم ملتان میں رہتے تھے حضرت صاحب سندھ جاتے ہوئے کچھ دن کے لئے ہمارے گھر ٹھہرے۔ مَیں اور میری بڑی بہن جب سکول سے واپس گھر آئے تو حضور تشریف لائے ہوئے تھے۔ مجھے اب تک یاد ہے جب میں حضور کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت حضور ایک آرام کرسی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ سلام کے جواب کے بعد حضور نے مجھے فرمایا ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر تمہارا نام احمد رکھتے ہیں۔ تم لکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کے الفاظ ساتھ لکھ لیا کرنا۔ نیز فرمایا کہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گزرے ہوئے اتنا وقت نہیں ہوا کہ ہم بے تکلفی کے ساتھ آپ کا نام لے سکیں۔ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر نام رکھتے ہوئے حضور کے پیش نظر یہ بات بھی ہو کہ اس طرح ابّا جان زیادہ محسوس نہ کریں گے۔

❁ 1945ء میں ابّا جان کی ریٹائرمنٹ کے بعد ہم رہائش کے لئے قادیان آ گئے اور 1947ء کی ہجرت تک وہاں پر ہی قیام پذیر رہے۔ ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں جب حضور ڈلہوزی تشریف لے گئے تو مجھے اور میری بڑی بہن کو ساتھ جانے کا موقعہ ملا۔ ابّا جان اور اُمّی قادیان میں ہی رہے۔ وہاں قیام کے دوران ایک دفعہ حضور ایک دو روز کے لئے قادیان تشریف لے جا رہے تھے اور ہم سب بیت الفضل سے جو حضور کی کوٹھی تھی حضور کو رخصت کرنے کے لئے ایجنسی تک جا رہے تھے۔ ڈلہوزی میں ایجنسی وہ جگہ تھی جہاں موٹریں کھڑی کر دی جاتی تھیں۔ باقی شہر میں موٹریں لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ میری بہن نے حضور کے ساتھ قادیان جانا تھا۔ مجھے یاد ہے راستے میں چلتے چلتے حضور مجھ سے بات کرنے لگے اور مجھے پوچھا قادیان چلنا ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کہ تم اپنے کپڑے تو ساتھ لائے ہی نہیں، پہنو گے کیا؟ پھر مذاقاً فرمانے لگے چلو میری شلوار پہن لینا۔ اس طرح میں بھی حضور کے ساتھ حضور کی موٹر میں ہی بیٹھ کر قادیان آ گیا۔ مجھے یاد ہے کہ رات ہم سوئے ہوئے تھے صبح صبح غالباً فجر کی نماز کے فوراً بعد کا وقت ہوگا کہ آوازوں سے میری آنکھ کھلی تو میں اُٹھا اور جس کمرے سے آواز آ رہی تھی ادھر گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ ہے۔ اُس وقت مجھے پتہ چلا کہ رات بہن پیدا ہوئی ہے جس کو دیکھنے کے لئے حضور صبح صبح تشریف لائے ہیں۔

❁ ڈلہوزی کا ذکر آیا ہے تو ایک اور واقعہ بھی یاد آتا ہے۔ اس سفر سے پہلے کی بات ہے حضور ڈلہوزی میں قیام پذیر تھے۔ حضرت اماں جان بھی حضور کے ساتھ تھیں اس وقت حضور کا قیام ایک کوٹھی میں تھا جس کا نام راشمی تھا۔ ہم اپنی امّی کے ساتھ ڈلہوزی گئے میری بہن اور بھائی خورشید بھی ساتھ تھے اور حضرت اماں جان والے کمرے میں ٹھہرے۔ ناشتہ اور کھانا حضرت صاحب کا ہی ہوتا تھا۔ ہمارے جانے پر یہ کہنے کے بجائے کہ میرے مہمان آ گئے ہیں ناشتہ کا سامان زیادہ درکار ہوگا۔ اماں جان نے حضرت صاحب کو یہ کہلا بھیجا کہ میاں میرا گزارہ ایک ڈبل روٹی میں نہیں ہوتا زیادہ سامان بھجوایا کرو۔ یہ حضرت اماں جان کی مہمان نوازی کی صفت تھی۔ یہ نہیں کہا کہ ہمارے مہمان آ گئے ہیں۔ امّاں جان کی مہمان نوازی کا یہی طریق تھا جو حضرت صاحب میں بھی پایا جاتا تھا۔ مہمان کے جذبات کا بہت زیادہ احساس آپ کو ہوتا تھا اور نہایت لطیف طریق پر آپ مہمانوں کے جذبات کا خیال فرماتے تھے۔

❁ پچھلی دفعہ بھائی خورشید نے جو واقعہ سنایا تھا وہی واقعہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں کیونکہ آپ میں سے بہت سارے اس وقت شاید موجود نہ ہوں۔ تقسیم ہند کے بعد کی بات ہے۔ قادیان سے آنے کے بعد خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے سارے افراد لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ حضور کے قادیان سے تشریف لانے سے قبل ہمارا قیام جودھامل بلڈنگ میں تھا۔ جب حضور بھی تشریف لے آئے تو ہم جودھامل بلڈنگ کے سامنے رتن باغ میں مقیم ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سارا خاندان اور دیگر افراد جماعت بالکل تہی دامن ہو کر قادیان سے نکلے تھے اور سب کے ذرائع آمد قادیان میں ہی رہ گئے تھے۔ ان حالات میں خاندان کے تمام افراد حضرت صاحب کے مہمان تھے اور سب حضور کے دسترخوان پر ہی کھانا کھاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں خاندان کے افراد کا انتظام ہوتا گیا اور ذرائع آمد میسر ہوئے لوگوں نے اپنا کھانے کا انتظام خود کرنا شروع کیا۔ امّی بتایا کرتی تھیں کہ ہمارا ابھی کوئی انتظام نہ ہو سکا اور آمد کی صورت نہ تھی۔ اس لئے مجھے اور تمہارے ابّا جان کو بہت گھبراہٹ تھی اور شرم بھی آتی تھی کہ سب لوگ اپنا انتظام کر رہے ہیں اور ہم مجبور ہیں کہ حضرت صاحب پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ امّی کہتی تھیں کہ میں نے اس بات کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا لیکن دل ہی دل میں شرمندگی محسوس کرتی تھی کہ ایک دن حضرت اماں جان تشریف لائیں اور فرمانے لگیں کہ لڑکی! میاں (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) نے مجھے بھیجا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس وقت سب لوگ مجھے چھوڑ رہے ہیں تم نہ مجھے چھوڑنا۔ امّی کی طرف سے کسی اظہار کے بغیر حضور نے خود ہی ہماری تکلیف کا احساس کیا اور اس تکلیف کو ایسے لطیف طریق پر دور کیا کہ جس سے عزت نفس بھی مجروح نہ ہو۔ خود بھی بات نہیں کی امّاں جان کو بھجوایا اور ایسے رنگ میں اور ان الفاظ میں پیغام بھجوایا کہ گویا حضور کا احسان ہم پر نہیں بلکہ ہم حضور کے دسترخوان پر کھانا کھا کر ان پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ حضرت صاحب کی ذات کا یہی حسن تھا جو بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے دلوں کو بھی موہ لیتا تھا اور بچے بھی آپ کی جانب کھنچے چلے جاتے تھے۔

❁ انہی دنوں کا ایک اور چھوٹا سا واقعہ بھی سن لیں۔ تقسیم کے بعد حضرت صاحب کے ذرائع آمد بھی محدود تھے اوپر سے سارے خاندان کے کھانے کا خرچ بھی حضرت صاحب پر تھا۔ ابتدا میں حضور نے فیصلہ فرمایا تھا کہ ہر آدمی کو ایک روٹی ملے گی۔ ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی ایک صاحبزادی امۃ الباری بیگم جو نواب عباس احمد خان کی بیگم ہیں، حضور کو دبا رہی تھیں۔ حضور نے آپا باری سے کہا: باری! کیا کمزوروں کی طرح دبا رہی ہو تمہارے ہاتھوں میں طاقت نہیں ہے۔ آپا باری کہنے لگیں ''چچا ابّا اِک روٹی نال تے اَینی طاقت آ سکدی اے''۔ اس واقعہ یا لطیفہ کے بعد پھر ایک کی بجائے دو روٹی ہر ایک کو ملنے لگی۔

❁ قادیان کی ایک بات رہ گئی۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے تحریک فرمائی کہ احمدی اپنے ہاتھ سے کام کر کے کچھ کمائی کریں اور جو آمد ہو اسے چندہ میں دے دیں۔ حضور کے اس حکم پر قادیان کے اکثر وبیشتر احمدیوں نے کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کی۔ بڑوں کو دیکھ کر بچوں کو بھی شوق ہوا۔ چنانچہ میں نے بھی کسی سے کتابوں کی جلد سازی سیکھی تا کہ جلدیں کر کے کچھ چندہ دیا جا سکے۔ امّی نے کہیں حضرت صاحب سے ذکر کر دیا۔ میری عمر اس وقت کوئی چھ ساڑھے چھ سال ہوگی۔ حضرت صاحب نے ایک بچے کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی بے انتہا مصروفیات میں سے وقت نکالا اور ایک دن مجھے اپنے دفتر بلایا۔ مجھے یاد ہے مرحوم لطیف نھا صاحب مجھے لینے آئے۔ مجھے اب تک یاد ہے ان کے ساتھ جاتے ہوئے میں اپنے آپ کو نہایت اہم تصور کر رہا تھا۔ حضور اپنے دفتر کے نیچے قائم خلافت لائبریری میں تشریف لائے اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ مجھے کچھ کتابیں دکھا کر پوچھا کہ ان کی کیا اُجرت لوں گا۔ مجھے یاد ہے کہ اخبار الفضل کی جلد کے لئے خاکسار نے 12 روپے مانگے تھے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا یہ تو بہت زیادہ ہیں ہم تو اس سے بہت کم میں جلد کراتے ہیں۔ جس بات کا میرے پر اب تک اثر ہے وہ یہ ہے کہ سارا وقت جس میں حضرت صاحب مجھے کتابیں دکھا رہے تھے ایک دفعہ بھی مجھے یہ تاثر نہیں ہوا کہ یہ ایک مذاق یا بچے کو بہلانے کی بات ہے۔ حضور نے ایسا سنجیدہ رویہ اختیار فرمایا تھا کہ جیسے کسی بڑے شخص کے ساتھ معاملہ طے فرما رہے ہوں۔

❁ 1949ء میں ہم ربوہ آ گئے۔ ہمارے ربوہ آنے کے دو ایک ماہ بعد حضور بھی ربوہ تشریف لے آئے۔ دوسرے لوگوں کی طرح حضور کا رہائشی مکان بھی کچا تھا۔ باقی مکانوں سے صرف اتنا فرق تھا کہ حضور کے لئے بالائی منزل بنائی گئی تھی جس میں حضور رہائش پذیر ہوئے اور 1953ء تک جب تک قصر خلافت کی پختہ عمارت نہیں بن گئی وہاں ہی مقیم رہے۔ یہ عرصہ حضور نے کچے مکان میں اور بغیر بجلی کے گزارا تھا بلکہ بجلی تو پختہ قصر خلافت میں منتقل ہونے کے بھی ایک سال بعد آئی ہے۔ ان حالات میں بغیر آرام اور راحت کے معمولی سامانوں مثلاً بجلی، پانی اور فلش والے غسلخانوں کے بغیر خاندان اور جماعت کے لوگوں کا رہنا صرف اسی لئے ممکن ہوا کہ حضور بھی ان حالات میں ربوہ میں مقیم تھے۔

آج آپ سوچیں کہ بجلی بند ہوتی ہے تو ہم شور مچا دیتے ہیں۔ اس وقت بجلی ہوتی ہی نہیں تھی۔ ہر چیز میں مٹی ہوتی تھی۔ بالوں میں مٹی پڑ جاتی تھی جس کو صاف کرنے کے لئے پانی بھی کم ہوتا تھا۔

❁ حضور کے ربوہ تشریف لانے کے جلد بعد کی بات ہے ہمارے بڑے بہنوئی صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب نے سرگودھا میں وکالت کی پریکٹس شروع کی۔ ایک دفعہ ابّا جان، امّی اور میری بہنوں کے ساتھ ان کے پاس چند دن کے لئے سرگودھا گئے ہوئے تھے۔ مَیں ربوہ میں ہی تھا۔ ایک دن ڈاک میں مجھے ایک خط ملا جس کے لفافہ پر میرا نام تھا۔ جب مَیں نے خط کھولا تو اندر ابّا جان کا حضرت صاحب کے نام خط تھا۔ مَیں نے دیکھ کر رکھ لیا اور سوچا کہ شام کو جا کر حضرت صاحب کو دے آؤں گا۔ شام کو جب مَیں خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو مَیں نے دیکھا حضور دوسری منزل پر اپنے گھر کے برآمدے میں کھڑے تھے۔ مجھے داخل ہوتے دیکھ کر حضور نے اُوپر سے ہی مجھے آواز دی کہ احمد! تم کہاں غائب تھے مَیں صبح سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں۔ ہوا یہ تھا کہ ابّا جان نے ایک خط حضرت صاحب کے نام لکھا تھا اور ایک میرے نام۔ جب خط لفافوں میں ڈالے تو میرے خط کے لفافے پر حضرت صاحب کا نام اور پتہ لکھ دیا اور حضرت صاحب کے خط کے لفافے پر میرا نام لکھ دیا۔ اس طرح میرا خط حضرت صاحب کو مل گیا۔ اس خط میں ابّا جان نے بعض اجناس اور گڑ شکر کا لکھا تھا کہ گھر سے

لے کر سرگودھا پہنچ جاؤں۔ یہ خط حضرت صاحب کو ملا اور حضرت صاحب کو مَیں جب نہ ملا تو حضور نے میرا مزید انتظار کرنے کی بجائے یہ خیال کر کے کہ پتہ نہیں کیا حالات ہیں اور کیا ضرورت پیش آ گئی ہے فوری طور پر ان تمام چیزوں کا بندوبست کروایا اور میاں عبدالرحیم احمد صاحب کو وہ تمام چیزیں دے کر سرگودھا بھجوا دیا۔

❁ یہ طریق عمل صرف وہی اختیار کر سکتا ہے جس کو دوسرے کی ضرورت اور مشکل کا احساس ہو ورنہ عام آدمی ہوتا تو یہ سوچ کر کہ جس کا خط ہے وہ خود آ کر لے جائے گا اور پھر چیزیں بھجواتا رہے گا۔ لیکن حضور کی طبیعت میں دوسروں کا خیال کرنا، دوسرے کی تکلیف کا احساس کرنا اور دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنے کا جذبہ اتنا فوری تھا کہ حضور یہ برداشت ہی نہ کر سکتے تھے کہ اس انتظار میں رہتے کہ میں آ کر اپنا خط لے جاؤں۔

❁ باتوں باتوں میں مَیں واقعات کے بیان میں ترتیب نہیں رکھ سکا۔ ایک واقعہ تقسیم ہند کے کچھ عرصہ بعد کا جب ابھی حضرت صاحب بھی اور ہم لوگ بھی رتن باغ میں مقیم تھے، یاد آ گیا۔ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ اس زمانے میں رتن باغ کے عقبی حصے میں ایک بہت بڑا باغ تھا وہاں ہوتا تھا۔ جمعہ کے وقت رتن باغ کے ایک دروازے سے حضور جمعہ پر جانے کے لئے نکلے۔ دوسرے دروازے سے مَیں نکلا۔ میری عمر اس وقت ساڑھے آٹھ سال کے قریب تھی۔ حضرت صاحب نے دیکھا کہ میں نے نکّر پہن رکھی ہے اور نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ جمعہ پڑھنے جا رہے ہو اور نکّر پہنی ہوئی ہے اور تمہارے گھٹنے ننگے ہیں؟ حضرت صاحب نے یہ خیال نہیں کیا کہ چھوٹی عمر ہے اس لئے کچھ نہ کہا جائے بلکہ تربیت کے نقطہ نظر سے فوری طور پر مجھے ٹوک کر توجہ دلائی۔

❁ تربیت کے بارے میں حضور بہت حساس تھے۔ بہت بعد کی بات ہے جب میں نے ایم اے کرنے کے بعد وقف کیا تو وقف قبول فرماتے ہوئے حضور نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ قرآن کریم اور حدیث کا علم حاصل کروں۔ اگرچہ میں گھر میں اور ٹی، آئی سکول میں قرآن کریم کا ترجمہ مکمل کر چکا تھا۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں تفسیر کبیر کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ دوبارہ مکرم مولانا محمد صادق صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا اور صحیح بخاری اپنے ماموں مکرم سید داؤد احمد صاحب سے اور موطا امام مالک مکرم مولانا محمد احمد ثاقب سے پڑھی۔

اس بات کا ذکر میں اس لئے کر رہا ہوں کہ یہاں واقف زندگی بھی بیٹھے ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو عملی طور پر دین کی خدمت کے لئے وقف ہیں ان کو بھی حضور کی نصیحت پر عمل کرنا چاہئے اور کام کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا چاہئے۔

❁ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں حضرت صاحب نے قرآن کریم کا مختصر نوٹس کے ساتھ ترجمہ تفسیر صغیر کے نام سے کیا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی بار 1957ء میں شائع ہوا۔ 1954ء میں ایک بدبخت نے حضور پر حملہ کیا تھا اور حضور زخمی ہو گئے تھے۔ اس حملہ کے بعد حضور کا بیشتر وقت صحت کی کمزوری کی حالت میں گزرا تھا۔ اسی کمزوری اور بیماری کی حالت میں ہی حضور نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا تھا۔ گرمیوں کے دنوں میں حضور بعض دفعہ جابہ جو وادی سون سکیسر میں ایک مقام ہے اور اونچائی پر ہونے کی وجہ سے نسبتاً ٹھنڈا ہے، تشریف لے جاتے تھے اور وہاں ترجمہ کا کام جاری رہتا تھا۔ ایک مرتبہ مجھے بھی ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ حضور کے ساتھ وہاں رہنے کا موقع ملا تھا۔ اس وقت حضور کے ساتھ چھوٹی آپا اور مہر آپا اور حضور کے ایک صاحبزادہ کے علاوہ صرف مَیں ہی تھا۔ مجھے یاد ہے کہ صبح ناشتہ کرنے کے بعد حضور ترجمہ کا کام شروع فرماتے تھے۔ اس وقت حضور کس طرح کام کرتے تھے۔ صبح آٹھ بجے ناشتہ کے بعد یا ساڑھے آٹھ بجے تک بہرحال دفتر چلے جاتے تھے۔ وہاں مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب ہوتے تھے اور حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب بھی اکثر ہوتے تھے اور سارا دن کام کرتے تھے۔ گھر میں کہا یہ ہوا تھا کہ ڈیڑھ بجے مجھے کھانے کے لئے توجہ دلا دو۔ ایک آدمی جاتا تھا۔ حضرت صاحب کام کرتے رہتے تھے۔ عام طور پر یہی ہوتا تھا کہ وہ کام مسلسل جاری رہتا حتّٰی کہ ساڑھے تین چار بج جاتے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب وہ کام بند کرتے تھے۔ پھر نمازیں جمع ہوتی تھیں، پھر کھانے پہ آتے تھے۔ اب ہمیں بھوک بہت لگتی تھی کہ حضرت صاحب تو شام ہو جاتی ہے کھانا ہی نہیں کھاتے، ہم کیا کریں۔ وہاں اِن دنوں گرمیوں میں آپ کو پتہ ہے آم بھی ہوتا ہے۔ آم حضرت صاحب کے سندھ کے باغ سے آتے تھے۔ حضرت صاحب آم کے معاملے میں جس طرح بھائی خورشید کو بھی پتہ ہے، خود پیٹی کھولتے تھے، خود ان کو نکالتے تھے اور گریڈنگ کرتے تھے، پھر جو کھانے والے ہوتے تھے، وہ رکھواتے تھے۔ کھانا ہم نے حضرت صاحب کے ساتھ کھانا ہوتا تھا۔ ہم نے یعنی میں نے اور حضور کے صاحبزادے نے جو وہاں تھے، اس کا حل یہ نکالا کہ حضور کے سندھ کے باغ سے جو آم آتے تھے ہم دونوں وہ کھاتے رہتے تھے اور بعض اوقات اتنے آم کھا لیتے تھے کہ پھر کھانا نہیں کھایا جاتا تھا۔ دو تین روز حضرت صاحب نے ہمیں دیکھا کہ ہم کھانا ٹھیک طرح نہیں کھا رہے تو فکرمند ہو کر چھوٹی آپا سے فرمایا کہ یہ دونوں کھانا نہیں کھاتے۔ کیا پسند نہیں آیا؟ جو آم آتے تھے حضور ان کی پیٹیاں خود کھلواتے تھے اور آم پیٹی سے نکالتے تھے دوسری طرف حضرت صاحب نے یہ نوٹ کیا آم کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس طرح حضرت صاحب کو پتہ چلا کہ دراصل ہم کھانے سے پہلے آم کھا کھا کر پیٹ بھر چکے ہوتے ہیں تو تب حضرت صاحب کی فکر دور ہوئی۔

❁ جابہ میں جو جگہ حضرت صاحب نے اپنے قیام کے لئے چُنی تھی اور جہاں حضور نے اپنی کوٹھی اور صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے کچھ کوارٹر بھی بنوائے تھے کا نام حضور نے نخلہ رکھا تھا۔ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جہاں جاتے سارے خاندان کو بلا لیتے اور خاندان کے ان گھرانوں کو جو اپنے طور پر پہاڑ پر نہ گئے ہوں، انہیں ہمیشہ اپنے ساتھ لے جاتے اور اصرار کر کے لے جاتے اور لوگوں کی تعداد سے حضرت صاحب کو کوئی گھبراہٹ نہ ہوتی۔ جو بھی ہوتا اس کو بلا لیتے تھے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو اصرار کر کے بلاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو تقریباً زبردستی بلایا تھا۔ میاں صاحب کی عادت تھی کہ گھر سے نہیں نکلنا۔ وہ صرف حضرت صاحب کے حکم کی وجہ سے وہاں جاتے۔

❁ نخلہ کا ہی واقعہ ہے ایک بار خاندان مسیح موعود کے بہت سے افراد گرمیوں کے ایام میں وہاں جمع تھے اور سب حضور کے مہمان تھے۔ ایک روز خاندان والوں نے پکنک منانے کے لئے کلر کہار جانے کا پروگرام بنایا۔ حضور کے ساتھ صرف حضرت چھوٹی آپا، حضرت مہر آپا اور مکرم میر داؤد احمد صاحب رہ گئے اور مجھے اور حضور کے ایک صاحبزادہ کو وہ اس لئے نہ لے کر گئے کہ موٹروں میں جگہ نہ تھی۔ ہم دونوں کو اس بات پر بہت غصہ تھا۔ دوپہر کو کھانے کی میز پر حضور کو احساس ہو گیا کہ ہمیں پکنک پر ساتھ نہ جانے کا رنج ہے۔ حضور نے ہم دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں لے کر نہیں گئے؟ اچھا میں تم دونوں کو کل پکنک پر لے جاؤں گا اور یہ لوگ تو صرف کلر کہار گئے ہیں مَیں تمہیں کلر کہار کے علاوہ چواسیدن شاہ بھی لے جاؤں گا اور جو آج گئے ہیں وہ کل نہیں جائیں گے۔ اگلے روز صبح حضرت چھوٹی آپا نے ہم دونوں کو بلایا اور کہا حضرت صاحب کہتے ہیں کہ مبارکہ بیگم یعنی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کل بھی پکنک پر گئی تھیں اگر تم لوگ کہو تو انہیں بھی آج لے جاتے ہیں۔ ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ حضور نے چونکہ ہمیں یہ کہا تھا کہ جو پہلے ہو آیا ہے وہ دوبارہ نہیں جائے گا اس لئے ہم سے پوچھنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ حضور ہمیں لے کر کلر کہار اور چواسیدن شاہ گئے اور سارا دن وہاں گزار کر شام کو واپس آئے۔

❁ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضور تمام موقعوں پر سارے خاندان کو ساتھ لے کر چلتے تھے خواہ وہ سیر و تفریح کی تقریبات ہوں یا جماعتی مواقع۔ مجھے یاد ہے 3 اکتوبر 1949ء کو ربوہ مسجد مبارک کی بنیاد رکھی گئی۔ معلوم نہیں کس وجہ سے ابّا جان اس روز ربوہ میں موجود نہ تھے۔ نہ بھائی خورشید یہاں تھے۔ حضرت صاحب ابّا جان کو اس تاریخی موقع پر شامل کرنا چاہتے تھے۔ صرف ابّا جان کو شامل کرنے کے لئے حضرت صاحب نے مجھے بھی مسجد کی بنیاد رکھنے کی اس تقریب میں شریک کیا اور خود ہی ابّا جان کی طرف سے چندہ کی رقم بھی لکھوا دی۔ یہ بھی حضرت صاحب کا ایک خاص وصف تھا کہ اپنے عزیزوں کو نیک کاموں میں شریک کرنے کی بہت خواہش حضور کو ہوتی تھی۔ اس کی ایک مثال میرے ایک بڑے بھائی مرزا مبارک احمد مرحوم کی وصیت کا معاملہ ہے۔ 1942-43ء کی بات ہے وہ بیمار تھے اور بہت بیمار تھے اور امرتسر میں ہسپتال میں سینی ٹوریم میں زیر علاج تھے۔ حضرت صاحب قادیان سے تشریف لائے۔ ان کو پوچھنے کے لئے وصیت فارم اپنے ساتھ لے کر آئے لیکن اپنی طبیعت کے باعث کہہ نہ سکے کہ وصیت فارم پر کر دو تو جاتے ہوئے امّی کو دے گئے کہ یہ وصیت فارم پر کروا کر قادیان بھیج دو۔ اس طرح عزیزوں رشتہ داروں کو شامل کرتے تھے۔

(اس موقع پر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے کہا: ''اس کا اگلا حصہ یہ ہے کہ ہماری والدہ کو کہہ گئے نصیرہ بیگم! مجھے ہمت نہیں ہوئی مبارک کو یہ فارم دینے کی تم پر کر کے بھجوا دو تو بعد میں ہماری والدہ نے وہ فارم بھجوا دیا۔ حضور نے وہ فارم نظارت بہشتی مقبرہ بھجوایا۔ اس وقت حضرت مولوی سرور شاہ صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ تھے تو اس پر حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے وہ فارم واپس کیا اور عرض کیا کہ حضور یہ مرض الموت کی وصیت ہے۔ مرض الموت کی وصیت تو قابل قبول نہیں ہے۔ ان کو پتہ تھا کہ بڑا ہی شدید بیمار ہیں۔ ٹی، بی تھی ان کو اور آخری Stage تھی۔ حضور نے اصولی طور پر ان کا یہ موقف قبول فرمایا اور اس پر کہ میں نے فارم بھیجا ہے اور آپ نے واپس کر دیا ہے، کچھ نہیں کہا۔ لیکن جب ہمارے بھائی کی وفات ہوئی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کی جائے۔ خلیفۃ المسیح کو یہ اختیار ہے۔ تو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ہاں اب آپ کو اختیار ہے''۔)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ: 6214750، 6214760
اقصیٰ روڈ: 6212515، 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

واقعہ صلیب اور کفنِ مسیحؑ پر
بعض اعتراضات کا جواب

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ و مظفر محمود شاہد۔ جرمنی)

سری لنکا کے ایک اخبار کے انٹرنیٹ فورم پر ایک دوست ،ڈاکٹر ڈی سلوا ، نے حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ صلیب کے تعلق میں شائع ہونے والے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کی صلیبی موت سے نجات اور تورین کے کفنِ مسیح کے متعلق بعض سوالات اٹھائے ہیں۔ ذیل کے مضمون میں ان کے سوالات کا نہایت اختصار کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کو صلیب تو دی گئی تھی لیکن آپؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہی صلیب سے اتار لئے گئے اور بعد میں فلسطین سے ہجرت کر گئے۔ خود اناجیل اور تاریخ سے حضرت عیسیٰؑ کے صلیب سے زندہ اتر آنے کے کافی ثبوت ملتے ہیں۔ پس کفن مسیحؑ ایک اضافی ثبوت ہے جس پر ہمارے دلائل کی بنیاد نہیں۔

اناجیل کی روشنی میں واقعہ صلیب کچھ اس طرح پیش آیا کہ یہود نے رومی حاکم پیلاطوس سے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینے کا مطالبہ کیا۔ جبکہ پیلاطوس کی کوشش تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب نہ دی جائے (یوحنا 19 آیت 12) نیز اس کی بیوی نے بھی اس کو خبردار کیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ راستباز ہیں پس پیلاطوس کو ان کے معاملہ میں احتیاط برتنی چاہئے (متی 27 آیت 19)۔

چنانچہ جب یہود کے پیہم اصرار اور پیلاطوس کی کمزوری کے باعث بالآخر حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دی گئی تو مختلف تاخیری حربوں کی وجہ سے جمعہ کے دن کی دوپہر ہو چکی تھی (مرقس 15 آیت 25)۔ یہود کے قانون کے مطابق جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے پہلے مصلوب کو صلیب سے اتارنا ضروری تھا، اس لئے جب اس دن چھٹے پہر بھونچال آیا اور اندھیرا ہوا تو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں سورج غروب نہ ہو جائے اس بنا پر حضرت عیسیٰؑ کو قبل از وقت صلیب سے اتارنا پڑا (یوحنا 19 آیت 31)۔ پس حضرت عیسیٰؑ زیادہ سے زیادہ 5-6 گھنٹے صلیب پر رہے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ صلیب پر کھینچے جانے سے فوراً موت واقع نہیں ہوتی بلکہ کئی دن تک صلیب پر زندہ لٹکے رہنا ایک عام بات تھی۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ کے ہی زمانے میں فلسطین ہی میں مشہور یہودی مورخ جوزفس (متوفی 100ء) نے خود اپنا واقعہ لکھا ہے کہ رومیوں نے اس کے تین دوستوں کو صلیب کی سزا دی تھی لیکن بعد میں جوزفس کی سفارش پر ان کو بخش دیا۔ جب ان کو صلیب سے اتارا گیا تو وہ تینوں ابھی زندہ تھے۔ ان میں سے دو تو زخموں کی وجہ سے بعد میں مر گئے لیکن ایک بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(Flavius Josephus, Autobiography, chapter 75)

یہی وجہ ہے کہ جب پیلاطوس کو کہا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں تو اس نے تعجب کا اظہار کیا کہ وہ اتنی جلدی کیونکر فوت ہو گئے (مرقس 15 آیت 44)۔ پیلاطوس کو اپنے تجربہ کی بنا پر اچھی طرح علم تھا کہ صلیب پر اتنی جلدی موت واقع نہیں ہوتی۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جو دو ڈاکو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ صلیب دئے گئے تھے وہ دونوں ہی اس وقت تک زندہ تھے اس لئے ان کی ٹانگیں توڑ کر ان کو مارا گیا جبکہ حضرت عیسیٰؑ کی ٹانگیں نہ توڑیں گئیں اور خیال کیا گیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں (یوحنا 19 آیت 32 تا 33)۔ اس ضمن میں وہاں متعین رومی سپاہی کا یہ کہنا کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں (مرقس 15 آیت 45)، جس کا حوالہ مضمون نگار نے دیا ہے، کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ حضرت عیسیٰؑ اس وقت صلیب پر تھے اور سپاہی نے نیچے سے کھڑے یہ اندازہ ان کے گردن جھکا دینے اور نیزہ سے پہلو پر زخم لگانے پر ردعمل ظاہر نہ کرنے سے لگایا تھا جبکہ درحقیقت آپؑ صرف بے ہوش ہوئے تھے۔

مضمون نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ **اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ تھے تو سنتری کو کیوں پتہ نہیں چلا؟** وہ آپؑ کو صلیب سے اتارتے وقت سینہ پر کان لگا کر دل کی دھڑکن سن سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے سنتری نے نہیں بلکہ یوسف آرمتیہ نے اتارا تھا (مرقس 15 آیت 46، متی 27 آیت 59، یوحنا 19 آیت 38)۔ یوسف آرمتیہ حضرت عیسیٰؑ کا شاگرد تھا (متی 27 آیت 57)۔ پس سنتریوں کو یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں یا نہیں۔ البتہ یوسف کو معلوم تھا اور ظاہر ہے کہ یوسف نے رومی سپاہیوں پر یہ راز افشاء کر کے اپنے آقا و مرشد کو دوبارہ مصیبت میں ڈالنا پسند نہ کیا۔

صلیب سے اتارنے کے بعد عیسیٰؑ کو ایک کمرہ نما قبر میں رکھا گیا جہاں ان کو ایک کپڑے میں لپیٹا گیا (مرقس 15 آیت 46)۔ اس کے علاوہ انہیں عُود اور مُر لگایا گیا جس کی مقدار اناجیل میں قریباً 34 کلوگرام بتائی گئی ہے (یوحنا 19 آیت 39)۔ اتنی بڑی مقدار میں یہ ادویات منگوانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا یہود میں اس مقدار میں لاشوں کو یہ ادویہ لگانے کا کوئی ثبوت ہے؟ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل حضرت عیسیٰؑ کو کوڑے مارنے ، زدوکوب کرنے ، کانٹوں کا تاج پہنانے ، اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے جانے کی وجہ سے جو بے شمار چھوٹے بڑے زخم پہنچے تھے ان پر ادویہ لگانے اور مرہم پٹی کرنے کے لئے 34 کلو گرام مُر اور عُود منگوائے گئے تھے۔ ان ادویہ کے استعمال سے کچھ گھنٹوں بعد حضرت عیسیٰؑ کو ہوش آ گئی اور دو دن میں زخموں سے خون بہنا بھی بند ہو گیا۔

یاد رہے کہ مُر کا زخموں کے علاج میں استعمال کوئی جدید دریافت نہیں بلکہ یہ بات زمانہ قدیم سے معلوم ہے۔ چنانچہ مشہور یونانی مورخ ہیروڈوٹ (متوفی 425 ق م) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایرانی فوجیں جنگ میں لگنے والے زخموں کے لئے مُر استعمال کرتی تھیں (ہیروڈوٹ، کتاب 7، نمبر 181)۔ مُر کو متعدد امراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جن میں انفیکشن کے خلاف اور دورانِ خون کی تقویت کے لئے استعمال شامل ہیں۔ اس کو عُود کے ساتھ ملانا زیادہ مفید ہے۔ مُر میں خاص بات یہ ہے کہ اس کے استعمال سے زخم بہت جلد بھر جاتے ہیں (تفاصیل کے لئے دیکھیں Martinez et al)۔

ڈی سلوا صاحب نے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ **حضرت عیسیٰؑ قبر سے باہر کیسے نکلے اور قبر کے منہ پر موجود بھاری بھرکم پتھر کیسے** ہٹایا؟ اس سوال کا جواب بھی اناجیل میں محفوظ ہے۔ واضح ہو کہ قبر پر سنتری مقرر کرنے کا کوئی ذکر مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل میں نہیں اور متی بھی یہ تصدیق کرتا ہے کہ جمعہ والے دن جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو مقبرہ میں رکھا گیا تو اس وقت کوئی سپاہی وہاں موجود نہیں تھا بلکہ یہود کے کہنے پر پیلاطوس نے اگلے دن، یعنی ہفتہ والے دن، یہ سپاہی مقرر کئے تھے (متی 27 آیت 62)۔ پس آپؑ کے ساتھ کون کون اس کمرہ نما قبر میں گیا اور کون وہاں رہا اس کا کسی کو علم نہ تھا۔ اتوار والے دن جب مریم مگدلینی قبر پر گئیں تو انہوں نے دیکھا کہ قبر میں دو آدمی موجود ہیں اور عیسیٰؑ بھی وہاں ہیں (یوحنا 20 آیت 11-12)۔

یہ دو آدمی کون تھے؟ اناجیل کے مطابق یوسف آرمتیہ اور نیکودیموس وہ دو حواری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے اتار کر قبر میں رکھا (یوحنا 19 آیت 32 تا 33)۔ علاوہ ازیں نیکودیموس کی انجیل میں، جس کے کچھ حصے یقیناً پرانی روایات پر مبنی ہیں، ایک دلچسپ روایت درج ہے۔ گو اس روایت میں مبالغہ بھی کیا گیا ہے اور یوسف کو قبر کی بجائے اپنے مکان میں بند بتایا گیا ہے لیکن صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ قبر میں تھا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ سبت کو آدھی رات کے وقت جبکہ یوسف عبادت کر رہا تھا اچانک حضرت عیسیٰؑ نے اس کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس وقت یوسف کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا اور دوائی کی خوشبو اس کو آئی۔ تب حضرت عیسیٰؑ نے خود اس کے چہرے سے پسینہ صاف کیا اور چوما پھر اسے کہا اے یوسف ڈر نہیں (Weidinger, page 481)۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی تیمارداری کے لئے کم از کم یوسف سارا وقت قبر میں ان کے پاس موجود تھا اور دوا کے علاوہ ان کی صحت کے لئے دعائیں بھی کر رہا تھا۔ پس قرین قیاس یہی ہے کہ یوسف اور نیکودیموس ہی نے قبر کے منہ کا پتھر ہٹایا۔

پھر ڈی سلوا صاحب پوچھتے ہیں کہ **عیسیٰ علیہ السلام سنتریوں کو نظر آئے بغیر اور پاؤں میں زخموں کے باوجود قبر سے کس طرح چلے گئے؟** جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے قبر پر سپاہیوں کا قصہ تین اناجیل میں تو موجود ہی نہیں اور متی نے غالباً واقعات کو زیادہ ڈرامائی بنانے کے لئے گھڑا ہوا ہے جیسا کہ اس کے بیان سے ہی ظاہر ہے (متی 27 آیت 62 تا 66)۔ لیکن متی بھی کہتا ہے کہ جب اتوار والے دن زلزلہ آیا اور پھر سپاہیوں نے دیکھا کہ قبر کھل گئی ہے اور اس میں سے سفید کپڑوں میں ملبوس کوئی شخص باہر نکلا ہے تو وہ خوف سے مردہ کی طرح ہو گئے (متی 28 آیت 4) چونکہ ان سپاہیوں کو معلوم نہ تھا کہ قبر کے اندر کوئی زندہ شخص موجود ہے اس لئے وہ خوفزدہ ہو کر غالباً بھاگ گئے کیونکہ اناجیل کے مطابق پطرس اور مریم اور دوسرے حواری بلا روک ٹوک قبر میں آتے جاتے رہے (مرقس 16 آیت 4، لوقا 24 آیت 4 تا 12، یوحنا 20 آیت 1 تا 8)۔ اگر سپاہی وہاں موجود ہوتے تو انہیں روکتے ، اسی لئے تو انہیں وہاں مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ قبر سے سپاہیوں کو نظر آئے بغیر چلے گئے۔

باقی رہا پاؤں میں زخموں کے باوجود چل کر جانا تو دو دن میں خاص دوائیاں لگا کر زخموں سے خون کا بہنا بند ہو جانا کوئی عجیب امر نہیں۔ اور دو حواریوں کے سہارے قبر سے نکل کر کسی جانور پر بیٹھ کر وہاں سے چلے جانا بھی ممکن ہے۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد ایک عرصہ تک حضرت عیسیٰؑ اس علاقہ ہی میں مقیم رہے اور اپنے حواریوں سے ملتے اور عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے بھی رہے (لوقا 24 آیت 38 تا 42)۔ توما حواری نے تو ان کے جسم کو ہاتھ لگا کر اور زخم میں انگلی ڈال کر بھی یقین کر لیا کہ وہ انسانی جسم ہی ہے (یوحنا 20 آیت 27)۔ پھر قریباً 40 دن بعد جبکہ ان کے زخم کافی حد تک مندمل ہو چکے تھے فلسطین سے رخصت ہوئے (اعمال 1 آیت 3)۔

واقعہ صلیب پر ان سوالات کے علاوہ کفن مسیحؑ کے حوالہ سے ڈی سلوا صاحب پوچھتے ہیں کہ **کفن پر تصویر کیسے بنی؟ بے ہوش ہونے اور قومہ میں جانے والے تو ہر ہسپتال میں موجود ہیں ان کی تصاویر چادروں پر کیوں نہیں بنتیں؟**

اس سوال کا جواب تو بالکل ظاہر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہر بے ہوش ہونے والے کو مُر وعُود کے وہ مرکب نہیں لگائے جاتے جو کہ حضرت عیسیٰؑ کو لگائے گئے تھے۔ یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ مر وعود میں ایسے کیمیائی مرکب موجود ہیں جو کہ کپڑے پر تصویر بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں تجربات کر کے ایسی تصاویر بنانے میں ابتدائی کامیابی حاصل کی جا چکی (Kersten & Gruber, pages 60-61)۔ ہاں یہ درست ہے کہ ابھی تک کفن مسیحؑ پر موجود تصویر کی تمام خصوصیات کی نقل بنانے میں کسی کو مکمل کامیابی نہیں ہوئی (Antonacci, pages 60-96)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مر وعود کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ پر جو ادویات استعمال کی گئی تھیں ان کی مقدار اور ترکیب وتناسب یقین کے ساتھ معلوم نہیں نہ ہی بہت سے دوسرے عوامل معلوم ہیں جو اس معاملہ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن تجربات سے بہرحال یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُر وعود وغیرہ ادویات لگانے سے کپڑے پر تصویر بن سکتی ہے۔

اس کے مقابل پر بعض عیسائیوں کا یہ خیال کہ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ زندہ ہونے پر کفن پر تصویر بنی بالکل بلا ثبوت اور محض مفروضہ ہے۔ نہ تو کسی انسان کے دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی ثبوت آج تک ملا ہے نہ ہی کوئی سائنسی تھیوری اس بات کو بیان کر سکتی ہے کہ جسم میں غیر مرئی چیز یعنی روح کے واپس آنے سے کپڑے پر مادی اثر یعنی تصویر کیسے بن سکتی ہے؟ بلکہ ہم ان عیسائیوں یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ اگر جسم میں روح آنے سے ہی تصویر بنتی ہے تو جب جنین میں روح پیدا ہوتی ہے تو اس وقت ماں کی چادر پر کیوں تصویر نہیں بنتی؟ اسی طرح یہ سوال بھی ہے کہ اناجیل کے مطابق جن لوگوں کو عیسیٰؑ نے دوبارہ زندہ کیا تو ان کے جسم میں

روح واپس آنے سے ان کے کفن پر تصویر کیوں نہ بنی مثلاً الیعزر (یوحنا 11 آیت 44)۔

پھر ڈی سلوا صاحب کہتے ہیں کہ کفن پر خون کا پھیلنا اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس میں لپٹے شخص کا دل دھڑک رہا تھا کیونکہ تازہ لاش کو ہلانے جلانے سے بھی زخموں سے کچھ خون نکلتا ہے۔ ان کا یہ خیال کفن کو بغور نہ دیکھنے کی وجہ سے ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰؑ کو شہر سے باہر گولگوتھا نامی جگہ پر صلیب دی گئی تھی۔ آپؑ کی مبینہ وفات کے بعد یوسف آرمتیہ نے شہر جا کر پیلاطوس سے لاش مانگی۔ پیلاطوس نے سنتری کی تصدیق کے بعد اجازت دی تو پھر یوسف نے صلیب کے مقام پر آ کر صلیب سے مسیحؑ کو اتارا۔ پھر وہاں سے لے جا کر اپنے مقبرے میں رکھا۔ اس سارے عرصہ کے دوران مبینہ لاش جو کہ کپڑوں کے بغیر تھی کو ٹھنڈا اور جسم میں موجود خون کو کافی گاڑھا ہو جانا چاہئے تھا۔ اس لئے لاش کے ہلنے جلنے سے صرف معمولی مقدار ہی میں خون نکل سکتا تھا۔ پھر یہ خون گاڑھا ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ کفن پر خون کافی مقدار میں موجود ہے اور پتلا ہے کیونکہ وہ زخموں سے نکل کر جسم پر دور تک لکیر بناتا چلا گیا ہے۔ کفن کی تصویر کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ 28 زخموں سے صلیب سے اترنے کے بعد خون نکلتا رہا ہے (Kersten & Gruber, page 352)۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ کفن پر زخموں سے نکلنے والے خون کے جو نشانات ہیں ان میں صاف طور پر دو مختلف راستے نظر آتے ہیں۔ ایک تو وہ راستہ ہے جو کہ صلیب پر نکلنے والے خون نے بنایا اور اس کا رخ پاؤں کی جانب ہے جیسا کہ سیدھے کھڑے شخص کے جسم سے نکلنے والے خون کا ہونا چاہئے۔ اور دوسرے وہ راستہ ہے جو مقبرہ میں لیٹے ہونے کی حالت میں جسم سے نکلنے والے خون سے بنا ہے اور اس کا رخ کمر کی جانب ہے۔ اس سلسلہ میں دو زخم اہم ہیں۔ پہلا ماتھے کا زخم ہے۔ ماتھے پر جلد اور ہڈی کے درمیان گوشت کی بالکل معمولی تہہ ہوتی ہے جس میں خون کی کوئی بڑی نالی نہیں ہوتی۔ پس لاش کے ٹھنڈے ہونے پر یہاں سے زیادہ خون نہیں نکل سکتا۔ لیکن کفن پر موجود ماتھے کے زخم سے نکلنے والے خون کی شکل اور لمبائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کافی دیر تک خون نکلتا رہا۔ ایسا اس وقت ہی ممکن ہے جبکہ قبر میں لیٹے ہونے کی حالت میں دل دھڑک رہا ہو۔ یہ خون صلیب پر نہیں نکلا کیونکہ اول تو اس وقت کانٹوں کا تاج آپؑ کے سر پر تھا اور کانٹا زخم میں موجود ہونے کی وجہ سے خون آسانی سے نہیں نکل سکتا تھا دوسرے اس لئے کہ سر کے پچھلے حصہ میں کانٹوں کے زخموں سے جو خون نکلا ہے اس کے بہاؤ کا رخ پاؤں کی جانب نہیں بلکہ سر کے پیچھے اس طرح ہے جیسے لیٹے ہوئے شخص کے سر سے نکلنے والے خون کا ہو سکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں Herbst, page 88)

دوسرا اہم زخم حضرت عیسیٰؑ کی چھاتی کا زخم ہے۔ سینہ چت لیٹنے کی حالت میں جسم کا بلند ترین مقام ہوتا ہے۔ پس سینے کے زخم سے اتنا خون نکلنا کہ وہ کمر کی طرف راستہ بناتے ہوئے کم و بیش 70 سینٹی میٹر کا سفر طے کر کے کفن کے نچلے حصہ میں خون کی جھیل سی بنا دے صرف اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ دل دھڑک رہا ہو۔ اس بات کی تصدیق ڈوسلڈورف، جرمنی، کی یونیورسٹی کے پروفیسر بونٹے نے بھی کی ہے جو کہ فورنسک پتھالوجی کے پروفیسر ہیں (ایضاً صفحہ 98)۔ اسی طرح ہاتھ، جو کہ سینے پر رکھے ہوئے تھے اور باقی جسم سے بلند تھے ان کے زخموں سے بھی اسی وجہ سے زیادہ مقدار میں خون نہیں نکلنا چاہئے تھا، لیکن ان زخموں کا تجزیہ بھی یہی چیز ثابت کرتا ہے کہ آپؑ کا دل مسلسل دھڑک رہا تھا (دیکھیں Herbst اور Kersten & Gruber)۔

آخر میں ڈی سلوا صاحب کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کا مر کر زندہ ہونا درست نہیں تھا تو عیسائیت کبھی زندہ نہ رہتی۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہی لوگ جو کل تک ڈرپوک تھے اس جھوٹے واقعہ کے بعد اس قدر بہادر ہو گئے کہ انہوں نے عیسائی مذہب کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینی شروع کر دیں اور اکثر نے اپنی جان بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔

ان کا یہ اعتراض صرف حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک مخصوص تناظر میں دیکھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ درحقیقت لعنتی صلیبی موت سے تمام تر مخالف حالات کے باوجود بچ جانا ہی وہ واقعہ تھا جس نے ان ڈرپوک حواریوں میں ایمان کی زندگی پھونک دی اور انہوں نے اپنے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنا قبول کر لی۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو خود کہا تھا کہ یہ زنا کار نسل ایک نشان کی طلبگار ہے لیکن ان کو یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا (متی 16 آیت 4)۔ یوناہ نبی کی طرح زندہ موت کے منہ میں جا کر سلامت رہ جانا ہی عیسیٰؑ کا سب سے بڑا معجزہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اناجیل کے مطابق مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا ہوتے، روٹی اور مچھلی کو بڑھتے اور عیسیٰؑ کو پانی پر چلتے دیکھ کر بھی حواری استقامت نہ دکھا سکے اور صلیب کے واقعہ پر تتر بتر ہو گئے۔ لیکن واقعہ صلیب کے بعد جب انہوں نے عیسیٰؑ کو خود زندہ دیکھ لیا تو پھر ایمان میں ایسی ترقی کی کہ بہتوں نے عیسائیت کی خاطر جان دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ پس یہ درست ہے کہ عیسائیت کی زندگی صلیب کے بعد عیسیٰؑ کی زندگی سے وابستہ تھی۔ لیکن مر کر دوبارہ زندہ ہو جانے سے نہیں بلکہ تمام تر مخالفانہ کوششوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق صلیب پر سے زندہ اتارے جانے سے۔

۔کتابیات۔

Herbst, Kriminalfall Golgotha, Econ, Düsseldorf, 1992

Kersten & Gruber, Das Jesus Komplott, Langen Müller, München 1992

Antonacci, The Resurection of the Shroud, Evans, New York 2000

Weidinger, Die Apokryphen, Bechtermünz, Augsburg, 2000

Herodot, Geschichte, Phaidon, Essen 1990

Martinez & Lohs & Janzen, Weirauch und Myrrhe, WVG, Stuttgart, 1989

۞۞۞۞۞۞

چک یوسک میں ظلم و بربریت

وہ خاک و خون میں لت پت، بے کس و بے خانماں لاشے
بدن جن کے برہنہ ہیں، شکستہ ہاتھ پاؤں ہیں
جنہیں کچھ وحشیوں نے، ہر طرف سے گھیر رکھا ہے
اور ان پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں پوری قوت سے
ہر اک لاٹھی پہ مُردہ جسم ہلکا سا لرزتا ہے
تو اس سفاک مجمعے میں خوشی کا شور اٹھتا ہے
اور ایک وحشی جو تازہ دم ہے لاشوں پر جھپٹتا ہے

ہزاروں میل ہم سے دور کا یہ ایک منظر ہے
مگر عرشی ہر لاٹھی ہمارے دل پہ پڑتی ہے
ہر اک پتھر ہمارے سر کو چکنا چور کرتا ہے

ہم ان زخمی، مسخ چہروں کے برسوں سے شناساں ہیں
ہمارے ہی یہ بھائی ہیں، ہمارے ہی یہ بیٹے ہیں
یہ رنگ و نسل میں ہم سے جدا ہیں پر ہمارے ہیں
ہمارا ہی یہ حصہ ہیں ہمیں جاں سے بھی پیارے ہیں
یہی تو احمدیت کے فلک کے چاند تارے ہیں

چلو آؤ انہیں ہم اپنی آہوں کی سلامی دیں
انہیں اپنے اُبلتے آنسوؤں کا غسل ہم دے دیں
دعاؤں کے کفن میں سرتاپا ان کو لپیٹیں ہم
انہیں تاریخ کے آباد قبرستان میں رکھ دیں

(ارشاد عرشی ملک۔ پاکستان)

یوگنڈا میں سو 100 خدام کی بطور داعیان الی اللہ تیاری

(رپورٹ: رشید احمد نوید۔ مبلغ سلسلہ)

خدام الاحمدیہ یوگنڈا کے سالانہ اجتماع 2010ء میں مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مشنری انچارج یوگنڈا نے خدام کو اگلے سال کیلئے ایک ٹارگٹ دیا تھا کہ اگلے سال کے دوران ایک سو ایسے خدام کو تیار کرے جو ابتدائی دینی مسائل، نماز پڑھانے کا طریق، نماز کے مسائل، نمازِ جمعہ، نمازِ عید، نمازِ جنازہ کے طریق کے علاوہ بنیادی اختلافی مسائل بھی جانتے ہوں۔ جو مختلف مواقع پر نومبایعین کی مدد کیلئے بطور معلمین کام کر سکیں۔ ان کو کم از کم تین ماہ کی تربیت دی جائے۔ سال میں تین جگہ تربیتی کلاسز لگائیں اور اسی گروپ کو تین دفعہ شامل کر کے مکمل تربیت دی جائے تاکہ وہ خدام و اطفال کی تربیت کے علاوہ جماعتی سطح پر تربیتی امور میں مدد کر سکیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں خدام الاحمدیہ یوگنڈا نے امسال جلسہ سالانہ کے معاً بعد 13 دسمبر 2010 سے تین ہفتہ کیلئے ان خدام کیلئے تربیتی کلاس کا نیشنل تربیت سینٹر (سیٹا) میں انتظام کیا، جس میں خدا کے فضل سے 82 خدام اور 26 اطفال نے شرکت کی۔ یہ کلاس تین ہفتہ تک جاری رہی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی اور اس نوعیت کا یہ پہلا پروگرام تھا۔

کلاس کے دوران ہر جمعہ کو بفضل تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ بذریعہ ایم ٹی اے (M.T.A) سنوایا جاتا رہا اور ایم ٹی اے پر بعض مجالس سوال و جواب بھی سنوائی گئیں۔

کرسمس کے موقعہ پر ہمارے یہ ایک سو آٹھ نوجوان اور بچے راتوں کو خدا کے حضور نوافل میں مصروف ہوتے تھے اور کئی کئی گھنٹے راتوں کو دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ 25 دسمبر 2010ء کی رات بڑا ہی ایمان افروز نظارہ تھا جب مسجد مکمل طور پر بھری ہوئی تھی، سب بڑے ہی انہماک سے خدا کے حضور سجدہ ریز تھے ان میں چار نوجوان روانڈہ جماعت سے بھی شامل ہوئے تھے۔

اس کلاس کے اختتام پر سب نوجوانوں میں ایک نمایاں تبدیلی نظر آتی تھی۔ ایک نئے جذبے اور ایمان کے ساتھ گھروں کو واپس گئے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے ان میں سے ہر ایک کو دس نئی بیعتوں کا ٹارگٹ دیا ہے کہ ہر خادم اس ٹارگٹ کو جلد سے جلد پورا کرے۔ نیز خدام، انصار، لجنہ کو پیغام دیا ہے کہ اگلے تین ماہ مارچ تک سب جگہ تربیت کیلئے خصوصی پروگرام بنائے جائیں۔ سارے ملک میں تربیتی پروگرام کا ایک جال بچھا دیں۔

آخر میں خدام کو ملک میں امن و امان کیلئے خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ اس پروگرام نے خدام الاحمدیہ میں ایک نئی روح پیدا کر دی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل سے اس پروگرام کے بابرکت نتائج کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

۞۞۞۞۞۞

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے چوبیسویں جلسہ سالانہ کا بابرکات انعقاد

ملک کے طول وعرض سے تین ہزار سے زائد احباب کی شرکت،
یوگنڈا کے علاوہ روانڈا، تنزانیہ اور برطانیہ کے نمائندگان بھی شامل ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ یوگنڈا کے نام روح پرور پیغام

علمی وتربیتی عناوین پر علماءِ سلسلہ کی تقاریر، مجلس سوال وجواب کا انعقاد،
اخبارات اور ٹی وی پر جلسہ کی کوریج

(رپورٹ: ندیم خالد رانا۔ یوگنڈا)

جماعت احمدیہ یوگنڈا کو اپنا چوبیسواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔امسال بھی نیشنل ہیڈ کوارٹر کمپالا میں موجود احمدیہ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔تقریب کا آغاز مکرم ومحترم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر ومشنری انچارج یوگنڈا نے لوائے احمدیت لہرا کر کیا اور یوگنڈا کا قومی پرچم مکرم ڈاکٹر موسیٰ صاحب سابق صدر خدام الاحمدیہ نے لہرایا۔اس کے بعد تلاوت ونظم تھی اور اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اس جلسہ کیلئے جماعت احمدیہ یوگنڈا کے نام موصولہ پیغام پڑھ کے سنایا گیا۔اور اس کا لوکل زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔حضور انور کا یہ پیغام بہت ہی قیمتی نصائح پر مبنی اور ایمان افروز تھا جسکا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

حضور انور نے اپنے پیغام میں جلسہ کے انعقاد پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ جلسہ بابرکت بنائے نیز فرمایا یہ ایک روحانی مائدہ ہے اس لئے شاملینِ جلسہ اس سے بھرپور طریق سے روحانی برکات سے مستفیض ہوں۔آپس میں بھائی چارہ اور وحدت کو فروغ دیں، تقاریر کو غور سے سُنیں، دعاؤں اور استغفار میں اپنا وقت گزاریں اور جلسہ کے دوران نظم وضبط کا مظاہرہ کریں جو بعد ازاں آپ کو نظامِ جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں بھی معاون ثابت ہوگا۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں احبابِ جماعت کو جلسہ کے مقصد کی طرف توجہ دلائی کہ ایک روحانی تبدیلی پیدا ہونی چاہئے۔تقویٰ میں بڑھیں ،اخوت اور باہم ہمدردی میں اضافہ ہونا چاہیے۔نیز حضور انور نے احبابِ جماعت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلّق بنانے کی طرف توجہ دلائی اور اسکے لئے عبادات بجالانے کی تلقین فرمائی۔

حضور انور نے عہدِ بیعت اور صد سالہ خلافت جوبلی پر کئے جانے والے تجدید عہد بیعت کی طرف بھی احبابِ جماعت کو توجہ دلائی اور خلافت سے وابستہ رہنے اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔آخر پر حضور انور نے دعا کی کہ جماعت احمدیہ یوگنڈا کو مولیٰ کریم مزید ترقیات عطا فرمائے۔آمین۔

۞......امسال ایک احمدی دوست مکرم ادریس چیوانوکا (kiwanuka) صاحب نے نومبایعین کو لانے کیلئے 6 مختلف مقامات پر اپنے خرچ پر بسیں بھجوانے کا انتظام کیا تھا۔اس طرح خدا کے فضل سے 300 سے زائد مہمان جمعرات کو ہی کمپالا پہنچ گئے تھے۔بفضلِ تعالیٰ امسال دور دراز کے علاقوں سے نومبایعین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

۞......امسال جماعت احمدیہ روانڈا جو ہمسایہ ملک ہے اور انتظامی لحاظ سے یوگنڈا کے ماتحت ہے وہاں سے 32 احباب پر مشتمل وفد نے شرکت کی، جس میں مرد عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ان میں سے بہت سے لوگ 25 سے 30 گھنٹے کا سفر کر کے یہاں پہنچے تھے۔اکثریت ان میں سے نومبایعین اور غریبوں کی تھی اور پہلی دفعہ کسی جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔اس کے باوجود بڑی بشاشت کے ساتھ اپنے وقت اور مال کی قربانی کی اور جلسہ کے جملہ پروگرامز سے خوب لطف اندوز ہوئے ۔روانڈا کے نیشنل صدر جماعت نے اپنی تقریر کے دوران بڑے جوش کے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ ایک دن ہم اس سے بڑا جلسہ روانڈا میں کریں گے۔انشاءاللہ۔اور جماعت کیلئے ہر قربانی دینے کی یقین دہانی کروائی۔

۞......امسال 21 احباب نے 200 کلو میٹر سے زائد کا فاصلہ پیدل چل کر طے کیا اور کمپالا جلسہ کے لئے پہنچے۔ان میں ایک لجنہ کی ممبر بھی تھیں۔ماشاءاللہ۔

ہماری لجنہ کی ممبرز نے سٹیج کی تیاری کا ذمہ لیا ہوا ہے چنانچہ انہوں نے امسال بھی بڑی محنت کے ساتھ کئی روز تک گھنٹوں کام کر کے سٹیج کو بہت خوبصورت طریق پر تیار کیا۔خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

امسال حفاظت کے لحاظ سے ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا تھا اور خطرات درپیش تھے۔ملک میں امن و امان کی مخدوش صورتحال کے پیشِ نظر ہم نے متعدد بار میٹنگز کر کے اپنی طرف سے بھرپور تیاری کی تھی۔چنانچہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل خدام الاحمدیہ نے بہت ہی محنت اور ذمہ داری سے اس فرض کو نبھایا۔اگرچہ پولیس بھی دن رات موجود تھی مگر زیادہ تر کام ہمارے خدام نے خود ہی سرانجام دیئے اور کسی بھی وقت اور کسی بھی مرحلہ میں ہمیں کوئی بھی مشکل پیش نہیں آئی ۔

۞......خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی خبر جلسہ سے قبل ہی ریڈیو پر آنی شروع ہوگئی تھی۔اور ملک کے سب سے مشہور اخبار نیوویژن نے جو دوملین کی تعداد میں روزانہ شائع ہوتا ہے جلسہ سے قبل اور بعد میں اس کی خبر شائع کی۔ نیز یوگنڈا کے حکومتی ٹی وی UBC نے ہمارے جلسہ کی کوریج کا ایک گھنٹہ پر مبنی پروگرام جلسہ سے اگلے جمعہ کو ٹی وی پر دکھایا۔

ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے جلسہ سالانہ میں گورنمنٹ کے نمائندگان کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔سابقہ جلسوں میں حکومتی وزراء اور ڈپٹی سپیکر اور ممبرانِ پارلیمنٹ اور سفیر صاحبان اور دیگر اکابرین شرکت کرتے رہے ہیں۔امسال یوگنڈا میں حکومتی انتخابات ہو رہے ہیں، اُس کی تیاری اور سیاسی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ملکی حالات سکیورٹی کے اعتبار سے بھی تسلی بخش نہ ہونے کے سبب جماعت نے فیصلہ کیا تھا کہ امسال کسی بھی حکومتی عہدیدار یا غیر از جماعت مہمان کو جلسہ کے لئے مدعو نہ کیا جائے۔صرف اور صرف اپنا نجی جلسہ کیا جائے، چنانچہ اس کا اپنا ایک فائدہ ہوا کہ پورے تین دن مکمل طور پر اپنا جماعتی ماحول میسر رہا اور ہم نے اس سے خوب استفادہ کیا۔تعلیم و تربیت کے اعتبار سے مقررین نے اس خوبصورت انداز میں تقاریر کیں کہ لوگ علمی لحاظ سے بھی سیر ہو کر گئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک منفرد جلسہ تھا۔

۞......جلسہ سالانہ کے پروگرام کے مطابق دوسرے روز رات کے سیشن میں مجلس سوال و جواب کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔جو تین گھنٹے تک جاری رہی۔لوگوں نے روزمرہ کے سوالات بڑے پرامن اور آزادانہ ماحول میں کیے اور ہمارے مبلغین کی ٹیم نے بہت ہی خوبصورت اور مدلل انداز میں ان کے جوابات دیئے جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

۞......حسبِ پروگرام پہلے روز رات کے سیشن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت زندگی پر مبنی ایک ڈاکومنٹری فلم پروجیکٹر کے ذریعے دکھائی گئی۔اور لوکل زبان میں ساتھ اس کا ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔جس کو سب حاضرین جلسہ نے ذوق وشوق اور گہری دلچسپی سے دیکھا۔اور یہ پروگرام سب کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنا۔

۞......سابقہ روایت کے مطابق امسال بھی ہر زون کو جلسہ کیلئے ایک ایک گائے دینے کی ہدایت کی گئی۔اس کے علاوہ مخیّر حضرات کو بھی جلسہ کے لیے ایک ایک گائے دینے کی اپیل کی گئی۔چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس موقع پر سات احباب نے گائے پیش کیں۔ایک احمدی دوست نے دو مزید گائیں ہمارے ربوہ نامی زرعی فارم پر موجود کیرال کیلئے دیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان میں سے مزید پیدا ہونے والی گائیوں میں سے ہر سال ایک گائے جلسہ کیلئے دی جائے۔غرضیکہ کے لوگوں نے مالی قربانی کا بھی خوب مظاہرہ کیا۔

۞......اس جلسہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تین ہزار سے زائد مرد وزن دور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے شامل ہوئے۔حاضری اور نگرانی کا شعبہ باقاعدہ کام کرتا ہے انکی رپورٹ کے مطابق 2880 احباب نے باقاعدہ رجسٹریشن کروائی۔کچھ لوگ لاعلمی کی وجہ سے خاص طور پر کمپالا کے رہنے والے بغیر کارڈ کے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

اس جلسہ کے عنوان کیلئے قرآنِ کریم کی آیت وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:70) کو تجویز کر کے حضور انور سے اس کی اجازت لی گئی۔دراصل ساری دنیا میں اور خاص طور پر اسلامی دنیا میں جہاد کے غلط تصور کی وجہ سے مسلمان اس وقت خود اسلام اور قرآن کی بدنامی کا سب سے بڑا موجب بن رہے ہیں اور اس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے یہاں بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔لہٰذا جہاد کا اصل تصور قرآن و حدیث کی روشنی میں لوگوں کے سامنے اجاگر کرنے کی غرض سے اور غیر مسلموں کو اسلام کی پرامن تعلیم سے روشناس کروانے کی غرض سے یہ عنوان تجویز کیا گیا۔

چنانچہ مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر ومشنری انچارج یوگنڈا نے اپنی افتتاحی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘ کی روشنی میں اس مضمون کو بہت خوبصورت، مفصل اور مدلل رنگ میں پیش کیا۔جس کو حاضرین نے خوب سراہا۔نیز مکرم امیر صاحب کی یہ مکمل تقریر یوگنڈا ٹی وی نے بھی نشر کی۔اس طرح جہاد کا حقیقی تصور قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں کم وبیش دس ملین لوگوں تک پہنچانے کا موقع ملا۔

۞......جلسہ سالانہ کے لئے آنے والے حضرت مسیح موعودؑ کے معزز مہمانوں کو احمدیہ سکول کے کمروں میں عورتوں اور بچوں کو سلانے کا انتظام تھا اور مردوں کے سونے کا انتظام پنڈال میں تھا۔باوجود سکول کے پورے گراؤنڈ پر ٹینٹ لگوا کر کور کرنے کے پھر بھی جگہ کم پڑ گئی۔خدا کے خاص فضل اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل حاضری بہت ہی خوشکن رہی۔

۞......جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب میں مکرم امیر صاحب یوگنڈا کی اختتامی تقریر کا عنوان اُس سال میں ہونے والے افضالِ باری تعالیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے۔چنانچہ امسال بھی مکرم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں جماعت احمدیہ یوگنڈا پر ہونے والے افضالِ باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔اس خطاب کے دوران جماعت نے بے شمار فضلوں کا ذکر سُنا تو ان کا جوش وجذبہ دیکھنے والا ہوتا ہے۔اس قدر جوش وجذبہ سے نعرے بلند کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کے گیت گاتے ہیں کہ فضا نورِ ایمان سے منور ہو جاتی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے جب اپنی تقریر میں جماعت کے مقامی احباب کی مثالی مالی قربانی اور دیگر جماعتی کاموں میں جوش و جذبہ کا ذکر کیا اور خاص طور نومبایعین کیلئے مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مقامی احباب کے اخلاص اور مالی قربانی کا ذکر کیا تو اس جلسہ میں موجود ہمارے ایک مخلص احمدی دوست مکرم رفیع احمد صاحب بھٹی جو U.K سے آئے ہوئے تھے (جو گزشتہ دو سال سے یہاں اپنا کاروبار کر رہے ہیں۔مکرم بھٹی صاحب یوگنڈا میں ہی پیدا ہوئے تھے بعد میں ان کے والدین UK چلے گئے تھے) مقامی احباب کے اخلاص ووفا اور مالی قربانی کے ذکر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے جلسہ کے اختتام سے قبل اپنی اور اپنے ماں باپ کی طرف سے نومبایعین کیلئے تین مساجد کی تعمیر کا خرچ ادا کرنے کا وعدہ کر لیا۔اور اب انہوں نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کی طرف سے نومبایعین کیلئے مزید 6 مساجد تعمیر کروانے کا وعدہ کیا ہے۔اس طرح کل 9 مساجد کیلئے 18 ہزار امریکن ڈالرز دینے کا وعدہ کیا ہے۔

قارئین سے مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب کے والدین کیلئے اور سب احباب کیلئے جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے ہم سب احبابِ جماعت یوگنڈا دردِ دل سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم ان سب کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے جزائے خیر عطا فرمائے۔

واضح رہے امسال جماعت یوگنڈا نومبایعین کیلئے حضور انور کی منظوری سے 25 نئی مساجد کی تعمیر کے منصوبہ پر کام کر رہی ہے۔اس کیلئے نصف رقم جماعت احمدیہ یوگنڈا نے فراہم کی ہے اور بقیہ نصف رقم مرکز نے بطور امداد دینے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

غرضیکہ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور حضور انور کی دعاؤں کو ہم نے جلسہ کے دوران اپنے اوپر بادلوں کی طرح سایہ فگن دیکھا۔ہر قدم اور ہر مرحلہ پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور حضور انور کی دعاؤں کو ہم نے ساتھ پایا۔یہ جلسہ ہر لحاظ سے پہلے جلسوں سے زیادہ کامیاب اور کامران رہا۔الحمدللہ۔

قارئینِ کرام سے اس جلسہ کے نیک نتائج کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

۞۞۞۞۞۞

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

سیرۃ حضرت مصلح موعودؓ

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ نومبر 2008ء میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے چند دلنشیں یادوں کا تذکرہ شامل اشاعت ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ حضورؓ نے 1951ء میں میرا وقف قبول فرمایا۔ حضور کے علم میں تھا کہ میں ملازمت چھوڑ کر آیا تھا اس لئے فرمایا کہ آپ کو معمولی گزارہ ملے گا۔ میرے منہ سے اللہ تعالیٰ نے کہلوایا کہ حضور! اگر فاقہ بھی کرنا پڑا تو انشاء اللہ بخوشی کرونگا۔ مگر الحمدللہ کہ وقف کے الاؤنس میں بڑی برکتیں دیکھیں کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئی۔

قریباً 13 سال کی عمر میں مجھے سیالکوٹ سے قادیان جانے کا موقعہ ملا تو پہلی بار حضورؓ کی زیارت ہوئی جب حضورؓ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ میں جب پانچویں یا چھٹی جماعت کا طالب علم تھا تو حضورؓ سیالکوٹ میں تشریف لائے۔ شہر کے ایک مشہور مقام بنام قلعہ پر رات کے وقت حضور کا لیکچر تھا۔ حضور کا قیام جس گھر میں تھا وہاں ایک غیر مبائع عزیز احمد صاحب بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے حضورؓ سے کہا کہ مخالفوں نے لیکچر کے دوران فساد کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے اس لئے حضور وہاں تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضورؓ نے بلاخوف وخطر فرمایا کہ اگر مخالفت ہے تو پھر انشاء اللہ میں ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ حضورؓ تشریف لے گئے۔ اگرچہ ابتداء میں چاروں طرف سے خطرناک پتھراؤ ہوا لیکن مخالفین کسی حربہ سے بھی حضور کو خائف نہ کرسکے جبکہ فسادیوں کے متکبرانہ نعرے بھی سنائی دے رہے تھے جن کی آواز فضا میں آہستہ آہستہ گم ہوگئی۔ بالآخر بفضل خدا حضور کے دلیرانہ عزم اور انتظامیہ کے استقلال اور حسنِ انتظام سے فسادیوں کو بھاگنا پڑا۔ اور اس کے بعد حضور نے ایسا شاندار لیکچر دیا جس سے سامعین مسحور ہوگئے اور یہ مشاہدات عزیز احمد صاحب کی بیعت کا موجب بنے۔

خاکسار 1932-34ء میں قادیان میں طالبعلم تھا تو موسم گرما میں اہل قادیان بڑی تعداد میں ایک قریبی نہر پر پکنک منایا کرتے تھے اور بعض اوقات اس میں حضورؓ بھی شمولیت فرماتے۔ ایک مرتبہ خاکسار نے بھی حضورؓ کو نہر میں تیرتے ہوئے دیکھا۔ مَیں تیراکی سے ناواقف تھا اس لئے حضور کے ساتھ ساتھ نہر کے کنارے پر ہی چلتا جارہا تھا۔ حضور نے نہر میں نہانے کیلئے نیم عریاں لباس کی بجائے اوپر کے حصہ میں بازوؤں والی بنیان اور نیچے کھڑا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ حضورؓ کے عقب میں بیس پچیس نوجوان تیراک تیرتے جارہے تھے۔ تیراکی کے دوران دلچسپ گفتگو بھی ہوتی رہی تھی۔ حضورؓ نے اتنے میں فرمایا کہ میں نے ابھی تک پاؤں نہیں لگائے اور میرا خیال ہے کہ (جامعہ کے ایک طالبعلم) محمد احمد بھاگلپوری نے بھی تاحال پاؤں نیچے نہیں لگائے ہوں گے اور ساتھ ہی بلند آواز سے اُن سے پوچھا کہ آپ نے بھی ابھی تک پاؤں نہیں لگائے ہوں گے؟۔ محمد احمد صاحب بھاگلپوری بڑے اچھے تیراک تھے تاہم کہنے لگے کہ حضور میرے پاؤں ابھی لگے ہیں۔ اس پر حضور نے خوشگور موڈ میں فرمایا کہ محمد احمد میں تو آپ کی تعریف کررہا تھا، آپ نے میری تعریف پر پانی پھیر دیا۔ کچھ دیر بعد حضور نہر سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے کہ ہم اپنے مقام سے بہت دور آگئے ہیں اب واپس جانا چاہیے گو میں ابھی اتنا ہی مزید تیر سکتا ہوں۔

نہر سے نکل کر نہر کی پٹڑی پر حضور نے واپسی اختیار فرمائی۔ چھ سات افراد ہمراہ تھے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ہم نے بہت جلد قریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرلیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نہر والوں کے میل چھوٹے ہوتے ہیں۔ میرے دل میں حضورؓ کے قریب ہونے کی وجہ سے حضورؓ سے بات کرنے کی خواہش کروٹیں لے رہی تھی اس لئے میں نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ ہاں حضور چھوٹے ہوتے ہیں۔ حضورؓ نے میری طرف غور سے دیکھا اور پوچھا آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ میں حضورؓ کے استفسار پر اتنا گھبرا گیا کہ ایسا معلوم ہوا کہ بات کرنے کے لئے منہ میں زبان نہیں رہی۔ حضور میری حالت کو فوراً بھانپ گئے اور تسلی آمیز انداز میں پوچھا: آپ کس کے بیٹے ہیں؟ خاکسار نے عرض کیا: حافظ عبدالعزیز صاحب کا بیٹا ہوں۔ فرمانے لگے: اچھا وہ سیالکوٹ والے حافظ عبدالعزیز۔ حضورؓ کے حافظے کی قوت سے میں حیران رہ گیا نیز حضورؓ کی اس حکمت نے بھی حیران کردیا کہ میری بگڑی حالت کو کس طرح حضور نے ازراہ شفقت بحال فرمادیا۔

اسی زمانہ میں غالباً سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ تھا جس میں حضورؓ کی تقریر تھی۔ اس میں تلاوت قرآن مجید ایک بزرگ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی نے اور نظم مَیں نے پڑھی۔ کم عمری میں خاکسار حضورؓ سے اتنا مرعوب ہوا کرتا تھا کہ حالت نارمل نہ رہتی تھی چنانچہ نظم ٹھیک طرح نہ پڑھی گئی۔ حضورؓ نے تقریر شروع فرمائی تو پہلے تلاوت اور نظم پر تبصرہ فرمایا کہ منتظمین نے تلاوت کے لئے ایک بوڑھے بزرگ کو منتخب کیا جو بڑھاپے کی وجہ سے آواز بلند نہ کرسکے اور نظم کے لئے جو نظم خواں آئے تو اُن کی آواز بھی ان کے گلے پر قربان ہوکر رہ گئی۔

1934ء میں خاکسار نے دسویں جماعت کا امتحان دیا تو ہماری حضورؓ سے الوداعی ملاقات ہوئی۔ اس دوران ایک غیراز جماعت طالبعلم نوازش علی نے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اولاً حضورؓ نے انہیں سمجھایا کہ بیعت بہت سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے بعض اوقات ماحول سے متاثر ہوکر بیعت کرلی جاتی ہے مگر بعد میں اسے نبھانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اُس طالبعلم نے عرض کی کہ میں نے اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہے چنانچہ اس کے اصرار پر حضورؓ نے بیعت لی۔

1947ء کے بعد حضور نے پاکستان کی حمایت میں متعدد شہروں میں راہنما لیکچر دیئے۔ سیالکوٹ کے لیکچر میں احمدی افسر کرنل حیات صاحب کے توسط سے پاکستانی فوج کے افسران بڑی تعداد میں لیکچر سننے کے لئے تشریف لائے۔ حضور نے اس لیکچر میں پاکستان کو خودحفاظتی اور ترقی کے ذرائع بیان فرمائے۔ محترم کرنل صاحب نے بعد میں بتایا کہ فوجی افسران نے اظہار کیا کہ حضورؓ کے بیان فرمودہ کئی نکات ہمارے لئے بھی نئے ہیں۔ لیکچر کے بعد حاضرین آ آکر حضورؓ سے مصافحہ کرنے لگے۔ وہ نظارہ بڑا قابل دید تھا۔

خاکسار سٹیج پر پہرہ دے رہا تھا اور اُن دنوں ملٹری اکاؤنٹس میں ملازم تھا۔ اور سیالکوٹ چھاؤنی میں ہی میری تعیناتی تھی۔ مصافحہ کرنے والے ہجوم میں خاکسار نے اپنے محکمہ کے ایک افسر کو بھی دیکھا جو پہلے بڑا متعصب تھا اور اپنے ماتحت احمدی کارکنوں کو بہت دکھ پہنچایا کرتا تھا مگر حضور کے لیکچر نے اس کی کایا پلٹ دی۔ سیالکوٹ میں حضورؓ احمدیہ مسجد (کبوتراں والی) بھی تشریف لے گئے اور نماز ظہر پڑھائی۔ حضورؓ بے تکلّفی سے مسجد میں وضو کرنے کے مقام پر گئے تو کوٹ اتار کر خاکسار کو پکڑا دیا۔

قادیان میں ایک بار حضورؓ تک ایک جھگڑے کی شکایت پہنچی تو حضورؓ نے مسجد مبارک میں مغرب کے وقت ایک گواہ سے حقیقت حال معلوم کی۔ گواہ نے اس طرح بیان شروع کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آتا ہے اور دوسرے کو پکڑ لیتا ہے۔ اِس پر حضورؓ نے فرمایا کہ یہ طریق گواہی کا صحیح نہیں، فقرہ یوں ہونا چاہیے کہ ایک شخص آیا اور دوسرے کو پکڑ لیا۔

1935-36ء میں عبدالرحمٰن مصری نے فتنہ برپا کیا تو سیالکوٹ میں بہت صدمہ محسوس کیا گیا اور خصوصی دعائیں کی گئیں۔ اسی اثناء میں خاکسار نے حضورؓ کو خواب میں تقریر فرماتے دیکھا۔ ایک فقرہ یاد رہ گیا کہ ’’پہلے حضرت یوسفؑ کے قصے عام تھے اب میرے قصے عام ہورہے ہیں۔‘‘ اس خواب میں حضرت یوسفؑ سے مماثلت کے الفاظ اطمینان قلب کا باعث ہوئے۔

غالباً 1948ء میں جب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تھے تو حضورؓ وہاں تشریف لائے اور صاحبزادہ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ خاکسار کے والد صاحب خاصے ضعیف ہوچکے تھے تاہم میں اپنی معیت میں اُن کو حضورؓ سے ملاقات کے لئے ایک صبح لے گیا۔ دیکھا کہ حضورؓ کہیں تشریف لے جانے کے لئے کوٹھی سے باہر تشریف لارہے تھے۔ مَیں نے حضورؓ سے والد صاحب کا تعارف کروایا تو سلام دعا کے بعد والد صاحب نے حضورؓ سے پوچھا کہ حضور کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟۔ اُن دنوں جنگ کے ایام تھے۔ حضور کے پروگرام کا اظہار مناسب نہ تھا اس لئے حضورؓ نے فوراً والد صاحب سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے آجکل کہاں کہاں ہیں؟۔ اس پر والد صاحب کو اپنا سوال بھول گیا اور بتانے لگے کہ کوئی فلاں جگہ کوئی فلاں جگہ۔ اس طرح حضورؓ نے بڑی حکمت عملی اور دانائی سے جس بات کا اظہار نامناسب تھا اُسے راز میں ہی رہنے دیا اور والد صاحب کی دلشکنی بھی نہیں ہونے دی۔

میرے والد صاحب ایک اور موقعہ پر حضورؓ سے شرف ملاقات کے لئے میری معیت میں گئے تو حضورؓ فرشی نشست میں زائرین کے جھرمٹ میں رونق افروز تھے۔ چونکہ والد صاحب کی بینائی بہت کمزور تھی تو بندہ نے اُن کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضورؓ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ راستہ میں جوتیاں پڑی ہوئی ہیں اپنے والد صاحب کو احتیاط سے لائیں۔

1938ء میں بی۔اے پاس کرنے کے بعد خاکسار نے پولیس میں بھی ملازمت کے لئے کوشش کی اور سیالکوٹ سے حضورؓ کو دعا کی درخواست بھجوائی۔ دراصل تعلیم کے دوران ایک مرتبہ پولیس ہاکی کی ٹیم کے ساتھ ہمارے کالج کی ہاکی ٹیم کا میچ ہوا جس کو دیکھ کر پولیس کے انگریز IG نے ہماری ٹیم کے تین کھلاڑیوں کو ڈائریکٹ ASI بھرتی کرنے کی پیشکش کی جن میں خاکسار بھی تھا۔ میرے والدین نے پڑھائی چھوڑ کر ملازمت کرنے کو پسند نہ فرمایا اور اس طرح اس پیشکش سے فائدہ نہ اُٹھایا گیا۔ حضورؓ کی خدمت میں دعا کی جو عرض کی گئی تو اس کے دو تین ماہ بعد جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضورؓ سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ آپ کی پولیس والی ملازمت کا کیا بنا؟ مجھے سخت شرمندگی ہوئی کہ حضورؓ کو نتیجہ سے باخبر نہ رکھا گیا کہ اس میں مجھے کامیابی نہ ہوسکی۔ حیرت بھی ہوئی کہ اس عرصہ میں حضورؓ کو ہزاروں خطوط ملے ہوں گے اور جلسہ سالانہ پر ہزاروں لوگوں کی ملاقات کے باوجود میری درخواست بخوبی یاد ہے۔

1950ء میں خاکسار ملٹری اکاؤنٹس کے محکمہ میں ایبٹ آباد میں متعین تھا۔ ربوہ میں آبادی کا سلسلہ جاری تھا۔ ایبٹ آباد کے صدر جماعت مکرم مولوی عبدالسبوح تھے۔ ہم دونوں نے حضورؓ کے لئے ایک بنگلے کا انتظام کیا اور مشاورت کے موقعہ پر حضورؓ سے درخواست کی کہ حضور گرمیاں گزارنے کے لئے وہاں تشریف لے آئیں۔ حضورؓ نے یکدم فرمایا: میں ربوہ سے کیسے باہر جاسکتا ہوں، تعمیر کا کام ہورہا ہے، میں باہر جاؤں گا تو تعمیر کا کام رُک جائے گا۔

ایک بے آب وگیاہ بستی میں موسم گرما کی شدت اور سہولتوں کے فقدان کا قیاس کرکے ہم حضورؓ کا جواب سن کر حیران ہوگئے۔ یہ حیرت انگیز قربانی تھی۔

وقف زندگی کے سلسلہ میں حضورؓ نے انٹرویوز میں کئی قیمتی ہدایات صادر فرمائیں۔ مثلاً اپنے کام کے متعلق اس طرح فکرمند رہنا چاہیے جس طرح ایک ماں اپنے بچے کے متعلق فکرمند رہتی ہے۔

نیز فرمایا کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ اس طرح نیک ماحول میں جماعتی ذمہ داریاں بہتر رنگ میں ادا ہوتی ہیں۔

ایک انٹرویو میں حضورؓ نے دریافت فرمایا کہ آپ کے بچے کتنے ہیں؟ عرض کیا: ابھی ایک بیٹا ہے۔ فرمانے لگے کیوں؟ (حضورؓ کو علم تھا کہ شادی کو چھ سال ہوچکے تھے)۔ عرض کیا کہ ایک بچہ مردہ پیدا ہوا تھا۔ اولاد کی طرف حضورؓ کی توجہ بڑی بابرکت ثابت ہوئی۔ بفضل خدا اس کے بعد سات بچے پیدا ہوئے۔ اس وقت کُل چھ بقید حیات ہیں تین بیٹے تین بیٹیاں۔ الحمدللہ۔ سب سے بڑا بیٹا ظفر احمد سرور مربی سلسلہ امریکہ ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

25th February 2011 – 3rd March 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 25th February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st May 1996.
02:30 Historic Facts
03:05 MTA World News & Khabranama
03:45 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1995.
04:55 Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 28th December 2010, from Fazl Mosque.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Children's class with Huzoor, recorded on 19th February 2011.
08:40 Siraiki Muzakarah
09:30 Rah-e-Huda
11:00 Indonesian Service
11:55 Tilawat
12:10 Zinda Log
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50 Friday Sermon [R]
18:05 MTA World News
18:30 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: opening address delivered by Huzoor, on 19th May 2004.
19:30 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 26th February 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th May 1996.
02:20 MTA World News & Khabarnama
02:55 Friday Sermon: rec. on 25th February 2011.
04:05 Zinda Log
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:00 Zinda Log
07:15 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 25th July 2003.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 15th March 1998.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Yassarnal Qur'an
11:15 Indonesian Service
12:20 Tilawat
12:35 Zinda Log
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:40 Bangla Shomprochar
14:45 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class [R]
19:35 Faith Matters: an English question and answer programme.
20:35 International Jama'at News
21:10 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:50 Friday Sermon [R]

Sunday 27th February 2011

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:35 Tilawat
01:45 Dars-e-Hadith
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th May 1996.
03:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:25 Friday Sermon: rec. on 25th February 2011.
04:40 Zinda Log
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
07:30 Zinda Log
07:55 Faith Matters
08:55 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 26th July 2003, from the ladies Jalsa Gah.
10:00 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, delivered on 9th May 2008.
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:35 Zinda Log
13:05 Bengali Service
14:05 Friday Sermon [R]
15:10 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class with Huzoor, recorded on 27th February 2011.
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class [R]
19:35 Real Talk
20:40 Food for Thought: domestic violence.
21:15 Jalsa Salana United Kingdom [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:30 Ashab-e-Ahmad

Monday 28th February 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 International Jama'at News
01:40 Zinda Log
02:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th May 1996.
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:50 Friday Sermon: rec. on 25th February 2011.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Seerat-un-Nabi (saw)
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 17th December 2010.
11:15 Masjid Mubarak
11:50 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:35 Zinda Log
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 27th May 2005.
15:10 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
15:25 Masjid Mubarak [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th May 1996.
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class [R]
22:20 Masjid Mubarak [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 1st March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th May 1996.
02:50 MTA World News & Khabarnama
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1999.
04:35 Seerat-un-Nabi (saw)
04:55 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 27th July 2003.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:10 Yassarnal Qur'an
07:35 Huzoor's lecture at Roehampton University
08:05 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class with Huzoor, recorded on 27th February 2011.
09:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 25th March 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 16th April 2010.
12:05 Tilawat
12:10 Zinda Log
12:35 Science and Medicine Review & Insight
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 27th September 2009.
15:00 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 25th February 2011.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class [R]
22:15 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 2nd March 2011

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
01:00 Dars-e-Malfoozat
01:10 Yassarnal Qur'an
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 15th May 1996.
02:45 Learning Arabic
03:10 MTA World News & Khabarnama
03:45 Huzoor's lecture at Roehampton University
04:20 Question and Answer Session: recorded on 25th March 1996. Part 2.
05:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 27th September 2009.
06:05 Tilawat
06:20 Shama'il-e-Nabwi
06:50 Yassarnal Qur'an
07:15 Zinda Log
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nasirat Nau class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 1.
10:00 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:05 Tilawat
12:12 Dars-e-Hadith
12:35 Zinda Log
13:00 Friday Sermon: rec. on 3rd June 2005.
14:00 Bangla Shomprochar
15:20 Dua-e-Mustaja'ab
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Fiqahi Masail
16:55 Shama'il-e-Nabwi [R]
17:30 Land of the Long White Cloud
18:00 MTA World News
18:30 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: opening address delivered by Huzoor, on 19th May 2004.
19:35 Real Talk
20:40 Yassarnal Qur'an [R]
21:10 Fiqahi Masail [R]
21:45
23:00

Thursday 3rd March 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1996.
02:25 Fiqahi Masail
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:30 Zinda Log
03:50 Friday Sermon: rec. on 3rd June 2005.
04:50 Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor, on 23rd August 2003, from the ladies Jalsa Gah.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:45 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class with Huzoor, recorded on 27th February 2011.
07:45 Yassarnal Qur'an
08:10 Faith Matters
09:20 Seerat-un-Nabi (saw)
10:00 Indonesian Service
11:05 Pushto Service
11:55 Tilawat
12:15 Zinda Log
13:05 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 25th February 2011.
14:10 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd March 1995.
15:15 Mosha'irah
16:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 24th August 2003.
19:55 Faith Matters [R]
21:10 Gulshan-e-Waqfe Atfal Nau class [R]
22:20 Tarjamatul Qur'an class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 18 February , 2011 | Issue No. 07

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے
مظالم کی ایک جھلک
(رپورٹ ماہ دسمبر 2010ء)

(تیسری و آخری قسط)

''مجاہد'' چور

گوٹھ محمد شفیع، ضلع سکھر: اس گاؤں میں ایک زراعت پیشہ احمدی خاندان آباد ہے۔ ماہ دسمبر کی ایک رات انہیں اطلاع ملی کہ کچھ چوران کے کھیتوں میں گھس کر کپاس کی فصل پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ فصل کے مالکان نے چوروں کو گھیرا ڈال لیا۔ اس دوران فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا جس سے ایک احمدی کو گولی لگی اور جوابی فائرنگ میں ایک چور بھی زخمی ہوگیا۔ قصہ مختصر ان بھاگتے چوروں میں سے دو کو صحیح سلامت پکڑ لیا گیا۔ ان دو میں سے ایک چور کی قریبی علاقے کے مولوی کے طور پر شناخت کرلی گئی۔ یہ مولوی ''افغانستان کے جہاد'' میں شامل رہ چکا ہے اور شدید معاند احمدیت کے طور پر معروف ہے۔ اب ''چور جہادی مولوی'' سمیت دونوں آدمی پولیس کی تحویل میں ہیں۔

دو سال سے احمدیوں کی خرید کردہ اس زرعی زمین میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی قائم ہے۔ اور یہ چور اس مسجد کا معاملہ اٹھا کر اپنی چوری کی واردات کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ احمدیوں کو ہر جگہ احتیاط ہی کرنی پڑتی ہے کیونکہ پاکستان کے ''چور جہادی مُلّاں'' سے ہر سازش کی توقع کی جاسکتی ہے۔

چک سکندر کے سزائے موت کے قیدی

ضلع گجرات کے گاؤں چک سکندر میں ایک مُلّاں کے قتل کے بعد تین احمدیوں کو ایک جھوٹے الزام میں گرفتار کر کے سزائے موت سنادی گئی تھی۔ یہ احمدی اپنی گرفتاری کے بعد سلاخوں کے پیچھے آٹھواں سال گزار رہے ہیں۔ کیونکہ ابتدائی عدالت کے سزائے موت کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں دائر کی جانے والی اپیل کئی برسوں سے سماعت کی منتظر تھی۔ اب ماہ اکتوبر 2010ء میں ہائی کورٹ نے اس کیس کو قبول تو کیا مگر سماعت کی کارروائی متعدد وجوہات کی بنا پر ملتوی کردی گئی۔

تازہ اطلاعات کے مطابق ہائی کورٹ کے معزز جج صاحبان نے مورخہ 21 دسمبر کی سماعت میں وکلاء صفائی کو سنا اور اگلی سماعت کے لئے 17 جنوری 2011ء کی تاریخ دے دی۔ کیا انصاف کی امید رکھی جائے؟ مگر واشنگٹن سے تعلق رکھنے والی ایک ''این جی او'' بنام Human Rights Watch کی لاہور ہائی کورٹ کے بارہ میں مورخہ 6 دسمبر 2010ء کی شائع کی جانے والی رپورٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسا کرنا کافی مشکل ہوگیا ہے۔

اسیرانِ احمدیت

(1)

تین احمدیوں، مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم ناصر احمد صاحب اور مکرم محمد ادریس صاحب کو 2003ء کے ماہ ستمبر میں چک سکندر کے دیگر سات لوگوں کے ساتھ ایک مولوی کے قتل کے جھوٹے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ پولیس کو اپنی تفتیش کے بعد ان ملزمان کے خلاف ایک بھی ثبوت نہ ملا۔ مگر یہ احمدی بے گناہ ہوتے ہوئے بھی آج تک ''شک کی بنیاد پر قائم مقدمہ'' کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اور دو ''عینی شاہدین'' کی جھوٹی گواہی پر یہ احمدی قید و بند کی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ انہی دو ''عینی شاہدین'' کی گواہی کمرہ عدالت میں قانونی کاروائی کے بعد جھوٹی ثابت ہونے پر دیگر سات ملزمان کو تو رہا کر دیا گیا تھا مگر انہی ''عینی شاہدین'' کی جھوٹی گواہی کو بنیاد بنا کر احمدیوں کو سزائے موت سنا دی گئی۔ یہ احمدی جہلم میں سزائے موت کے قیدی کے طور پابند سلاسل ہیں اور ان کی سزا کے خلاف اپیل لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ آزادی سے محروم یہ احمدی اپنی اسیری کا آٹھواں سال گزار رہے ہیں۔ لاہور ہائی کورٹ میں ان کی اپیل مورخہ 26 اپریل 2005ء کو درج کروائی گئی تھی۔

(2)

لاٹھیانوالہ کے چار احمدیوں، مکرم نصیر احمد صاحب، مکرم امیر احمد صاحب، مکرم امین احمد صاحب اور مکرم شاہد احمد صاحب کے خلاف ضلع فیصل آباد میں قتل کے الزام میں ایک بے بنیاد اور جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا اور وہ گرفتار ہیں۔ کیونکہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ہونے والی فائرنگ کے دوران ایک راہ گیر مارا گیا تھا۔ دراصل ایک دفعہ احمدیوں کو غیر احمدیوں کی جانب سے مسلسل مخالفت اور دشمنی کے بعد اپنے دفاع میں جوابی فائرنگ کرنی پڑی تھی۔ پولیس ابھی تک یہ تعین کرنے سے قاصر ہے کہ مقتول کی ہلاکت احمدیوں کی گولی سے ہوئی ہے یا غیر احمدیوں کی فائرنگ سے۔ جو بھی ہوا، فی الحال چار احمدی پولیس کی تحویل میں ہیں اور ان کی ضمانت بھی منظور نہیں کی جارہی ہے۔

احباب سے اپنے مظلوم پاکستانی احمدیوں اور دنیا بھر کے مظلوم احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ شریروں پر ان کے شر الٹا دے اور احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

✿✿✿✿✿✿✿

مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کے سالانہ اجتماع کا انعقاد

(رپورٹ: عبدالشافی بھروانہ۔ سیرا لیون)

الحمدللہ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو مورخہ 31 دسمبر 2010 تا 02 جنوری 2011 اپنا چوتھا سالانہ اجتماع بمقام مرکزی مسجد کسی ڈوک یارڈ (Kissy Dockyard) فری ٹاؤن منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس موقعہ کی مختصر رپورٹ بغرض دعا ہدیۂ قارئین ہے۔

اجتماع کا باقاعدہ افتتاح مورخہ 31 دسمبر 2010ء کی رات کو مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ گنی کنا کری نے مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب کی نمائندگی میں کیا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں انہوں نے خدام کو اسلامی تاریخ میں خدام کے کردار کے حوالہ سے توجہ دلائی کہ آج بھی وہی ایمانی روح دنیا میں احمدیت کے زیرسایہ انقلاب برپا کرسکتی ہے۔ نوجوان اپنے جوش اور جذبہ کو خلافت کی ہدایات کے مطابق درست سمت میں استعمال کریں۔

باقاعدہ افتتاح کے بعد خدام کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ خطبہ جمعہ پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کے شعبہ سمعی و بصری کے تحت اس خطبہ کا ترجمہ سیرالیون کی مقامی زبان کریو (Krio) میں کروایا گیا اور اس کی ایک Video CD تیار کی گئی۔ خدام نے اس ویڈیو پروگرام کو خوب پسند کیا اور نہایت ذوق و شوق سے حضور انور کے خطبہ جمعہ کو سنا۔

امسال ملک بھر کے 12 ریجنز سے 804 خدام نے اس بابرکت پروگرام میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

اجتماع کے ایام میں نمازوں کے علاوہ روزانہ باقاعدگی سے نماز تہجد کا بھی اہتمام کیا جاتا رہا جس میں خدام کی حاضری بھرپور رہی۔ الحمدللہ۔ مزید برآں نماز فجر پر مختلف علماء سلسلہ کے دروس کا بھی انتظام رہا۔

دوران اجتماع مختلف سیشنز میں علمائے سلسلہ کی تقاریر ہوئیں جس کے لئے مقامی زبان میں مترجمین کا بھی انتظام کیا گیا تا وہ خدام جو دور دراز کے علاقوں سے تشریف لائے تھے اور انگریزی زبان سمجھنا ان کے لئے دشوار تھا وہ بھی ان تقاریر سے استفادہ کرسکیں۔

اجتماع کے موقع پر خدام کے مابین کل 8 علمی مقابلہ جات منعقد کروائے گئے جن میں 200 خدام نے شمولیت اختیار کی۔ اجتماع میں شامل علمی مقابلہ جات کا نصاب تحریری شکل میں مجالس تک قبل از وقت پہنچا دیا گیا تا خدام بھرپور تیاری کے ساتھ اس اجتماع میں شمولیت اختیار کر سکیں۔ مجالس کو ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے ریجن سے ہر مقابلہ کے لیے منتخب خدام لے کر آئیں تا اجتماع کے موقع پر وقت ضائع ہونے سے بچا جا سکے۔ الحمدللہ اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا۔

اس اجتماع میں تلاوت۔ اذان۔ تقریر۔ فی البدیہہ تقریر۔ حفظ ادعیہ۔ مقابلہ پیغام رسانی۔ مقابلہ مشاہدہ و معائنہ۔ مقابلہ کوئز (از کتاب Conditions of Bai'at & Responsibilities of an Ahmadi) کوئز مقابلہ کے لئے مجلس کی طرف سے سوالات تیار کر کے ریجنز میں بھجوا دیے گئے تا خدام کو تیاری کا موقعہ مل سکے۔ ہر ریجن سے دو خدام پر مبنی ایک ٹیم نے اس مقابلے میں حصہ لیا۔ اس مقابلہ کو تین راونڈز میں تقسیم کیا گیا اور ہر ٹیم سے تین تین سوالات پوچھے گئے۔ ایک دلچسپ مقابلہ کے بعد روکوپور ریجن کی ٹیم فاتح قرار پائی۔ اس مقابلہ کے لیے مکرم ڈاکٹر عبدالحنان صاحب کی طرف سے -/200,000 لیونز کا نقد انعام بھی دیا گیا۔

اجتماع کے دوسرے روز خدام کے مابین 8 مختلف ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات میں مختلف دوڑیں، لانگ جمپ، رسہ کشی اور فٹ بال کے مقابلہ جات شامل تھے۔ فٹ بال کا میچ مرکزی عاملہ اور مشنریز کے مابین کھیلا گیا جس کو شائقین نے خوب سراہا۔ یہ مقابلہ مشنریز نے جیت لیا۔ خدام نے تمام مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لیا۔

مؤرخہ 02-01-2011 بروز اتوار صبح 10 بجے اجتماع کی اختتامی تقریب منعقد کروائی گئی جس میں مکرم مولانا سعید الرحمان صاحب امیر و مبلغ انچارج بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ ان کے علاوہ اس تقریب میں سابقہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون اور دیگر معززین بھی شامل تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خدام نے مقامی زبان میں اطاعت نظام کے حوالے سے ایک خوبصورت نظم پڑھی۔

مکرم امیر صاحب نے سورۃ جمعہ کی آیت وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے حوالے سے جماعت احمدیہ کی اہمیت اور آنحضرت ﷺ کی نظر میں امام مہدی اور اس کی جماعت کے مقام کو اجاگر کیا۔ آپ نے احمدیت کے سیرالیون میں نفوذ کے دوران مبلغین کی پیش کردہ قربانیوں کے تناظر میں خدام کو توجہ دلائی کہ ان کے آباء نے حقیقی اسلام یعنی احمدیت کی ترویج کے لئے کیا کیا مشکلات اٹھائیں۔ آپ نے کہا کہ خدام الاحمدیہ کو احمدیت کی خدمت کے لیے اپنا کردار احسن رنگ میں ادا کرنا چاہئے۔

آخر پر مکرم مولانا سعید الرحمان صاحب نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم کیے۔ BO ریجن اس اجتماع کا بہترین ریجن قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔

الحمدللہ امسال مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو اس اجتماع کے ذریعے تمام ملک تک امن اور بھائی چارے کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ مورخہ 3 جنوری 2011 رات 9 بجے نیشنل ٹی وی SLBC پر خبرنامہ میں مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کے اجتماع کی رپورٹ پیش کی گئی۔ اسی روز SLBC Radio کی طرف سے مجلس خدام الاحمدیہ کے نمائندگان کو براہ راست انٹرویو کے لئے دعوت دی گئی۔ یہ انٹرویو دو گھنٹے تک چلا جس کے دوران لوگوں کی طرف سے فون کالز بھی موصول ہوتی رہیں۔ الحمدللہ اس پروگرام کے ذریعے جماعت کا پیغام ملک کے دور دراز علاقوں تک بھی پہنچا اور حقیقت سے آگاہ کرنے کا موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اجتماع کو تمام شاملین کے لیے باعث برکت بنائے اور راستی پر قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر خادم کے دل میں خلافت احمدیت کا عشق پیدا کردے۔ آمین

✿✿✿✿✿✿